گلشنِ خطابت کے کھلے ہوئے پھول

ریحان الخطیب

تالیف

ابو الحسن عبد المنان الراسخ

راسخ اکیڈمی



گلشنِ خطابت کے کھلے ہوئے پھول

ریحان الخطیب

تالیف

ابوالحسن عبدالمنان الراسخ

راسخ اکیڈمی

بانی ابو ابراہیم عبدالرحمن الراسخ



دیارِ حرم کے ایک نوجوان محقق عالم دین کے قلم سے

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ وبعد:

اس ناچیز نے مؤلف فاضل شیخ عبدالمنان الراسخ ((نفعہ اللّٰہ بہ العباد والبلاد)) کے اس مجموعہ خطبات (ریحان الخطیب) کا مطالعہ کیا اور تربوی واصلاحی خطبات کو نہایت مفید پایا۔

اُمید ہے عموم قراء اور خاص طور پر خطبا و واعظین اس مجموعے سے استفادہ کریں گے اور یہ خطبات ان کے لیے منہجی مشعلِ راہ کا کام دیں گے جس کی روشنی میں اور اس کے اشارات سے مستفید ہوتے ہوئے وہ خود مزید خطبات اور دروس تیار کرلیں گے۔

اللہ تعالیٰ شیخ فاضل کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں مزید اِصلاحی وتربوی کتابیں تالیف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ

نبیل بن نصار بن عبدالوھاب السندی

مکہ المکرمۃ ۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۱

فہرست

گزارشاتِ راسخ

خیر خواہی کا ناواں سبق

قرآن شریف کے کتنے حقوق ہیں؟

صفاتِ قرآن

آل رسول اور اہل بیت کے خاص اُذکار

قُل اور قرآن

طاقتور ذکر کون سا ہے؟

وہ اذکار اور دُعائیں جو کبھی نہیں چھوڑیں

سُبحان اللہ و بحمدہ فضائل اور فوائد

سونے کے اَذکار

نیکی اور حسنِ سلوک کا صلہ ضرور ملتا ہے

صبر و یقین

خاتم الانبیا کے بعد کسی نبوت کی کوئی ضرورت نہیں

ایمان ہو تو صحابہ جیسا

عید قربان کا پیغام

جشن آزادی یا مقصدِ آزادی

خوش گوار زندگی کا راز اپنے دائرے میں رہو!

دُعائے خیر

ہراُس خطیب کے لیے جومنبر ومحراب کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے، نہایت سنجیدگی سے اللہ کی رضا کے لیے، اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اِصلاح کا جذبہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں سے ایسے خطبا کی مدد فرمائے اور بعض ایسے خطبا کو ہدایت نصیب کرے جنہوں نے شغل و مزاح کی حدوں کو کراس کرتے ہوئے، منبر و محراب اور اسٹیج کے تقدس کو پامال کردیا ہے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (سورہ آل عمران: 194)

عرضِ راسخ

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ○
وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ○
عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ○

’’میں تو صرف اِصلاح چاہتا ہوں جہاں تک ہو سکے اور مجھے توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ملی ہے، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔‘‘ (سورہ ھود:88)

گزارشاتِ راسخ

إن الحمد لله والصلوة والسلام علی رسول الله وعلی آله واهل بیته وصحبه واتباعه أجمعین وبعد

اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق اور اُسی کے خاص فضل وکرم سے ہم نے اپنے بیس سالہ عرصۂ خطابت، تصنیف اور تدریس میں اللہ کے بندوں کو خالص دین قرآن و حدیث کی طرف بلایا ہے اور ہمارے ہاں اہل حدیث کا منہج ہی اہل سنت کا منہج ہے۔ اور یہ جماعت بلاشبہ اہل حق کی جماعت ہے اور یہی لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے سچے وارث ہیں اور اللہ کا ہزار لاکھ بار شکر ہے کہ ہم بھی اِسی برحق جماعت کے ادنی کارکن ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی محنتوں کو قبول فرمالیں۔آمین ثم آمین

خطابت، تدریس اور تصنیف کے میدان میں بالخصوص ہم نے تین اہم امور کی طرف خصوصی توجہ رکھی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حق کے غلبے کے لیے اِن تین امور کی خدمت اور اِن میں بہتری ہر لحاظ سے از حد ضروری ہے۔

1 اَذکار کا پرچار

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی سچی توحید کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو اُس کے لیے سب سے بنیادی کرنے والا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے ساتھ جوڑ دے اور لوگوں کو اللہ کے ساتھ جوڑنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اُن کو قرآنی دعاؤں پر اور مسنون اَذکار پر لایا جائے، اِس سے دِل روشن ہوتے ہیں، ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ جہاں عقائد کی اِصلاح ہوتی ہے وہاں ایمان کی تجدید بھی ہوتی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اِس موضوع پر بہت زیادہ محنت کی اور اہل اسلام میں ذِکر کی فکر کو زندہ کیا ہے اور ہم تمام علما وطلبا کو اِس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں میں ذِکر کی اہمیت اُجاگر کریں اور اِن موضوعات کو عام کریں، ہمارے بیانات اور ہمارے خطابات میں ذِکر کے موضوع پر بلاشبہ درجنوں مضامین موجود ہیں والحمدللہ علی ذالک

2 اہل بیت کی عظمت کا بیان

پہلے دِن سے حق کی مخالفت کرنے والوں کے پاس جو سب سے بڑا ہتھیار تھا وہ ''پروپیگنڈا'' (Propaganda) تھا اِس وقت بھی حق کی مخالفت کرنے والوں کے پاس یہی ہتھیار ہے وہ ہماری سچی دعوت کو دبانے کے لیے سادہ لوگوں کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ ''پنجتن پاک'' کو نہیں مانتے، یہ اہل بیت کے منکر ہیں اور یہ آل رسول کی گستاخی کرتے ہیں جبکہ یہ ساری باتیں سو فیصد جھوٹ ہیں، ہم الحمدللہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کا دِل وجان سے احترام کرتے ہیں اور اہل بیت بھی اصحابِ رسول میں شامل ہیں اور تمام اہل بیت ہماری آنکھوں کے تارے ہیں، ستارے ہیں، وہ ہمارے ہیں اور اللہ کی قسم! وہ ہمیں جان سے زیادہ پیارے ہیں۔

ہم نے اپنے قارئین، سامعین اور تلامذہ کو یہی فکر دی ہے کہ وہ آل رسول اور اہل بیت کا ذِکرِ خیر ہر مجلس میں کیا کریں اور جہاں بھی موقع ملے وہاں شانِ اہل بیت اور مقامِ اہلِ بیت کو خوب نمایاں کریں تا کہ حق کی مخالفت کرنے والا ناکام ہوجائے اور حق والے اللہ کی توفیق سے غالب آجائیں۔

جہاں ہم امامِ بخاری رحمہ اللہ کی شان بیان کرتے ہیں وہاں ہمیں سیدنا زین العابدین رحمہ اللہ کی شان بھی بیان کرنی چاہیے، جیسے ہم امام مالک رحمہ اللہ کا ذِکرِ خیر کرتے ہیں اِسی طرح ہمیں سیدنا محمد باقر رحمہ اللہ کا بھی ذِکرِ خیر پوری محبت سے کرنا چاہیے اور جس طرح ہم امام شافعی رحمہ اللہ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں اُسی طرح حضرتِ سیدنا جعفر صادق رحمہ اللہ بھی ہماری آنکھوں کے تارے ہیں اُن کی عظمت کو بھی خوب بیان کرنا چاہیے۔

ہم یہ بات پورے وثوق اور رسوخ سے کہتے ہیں کہ جب ہم نے اپنے اسلاف کی طرح دیگر آئمہ اور محدثین کے ذِکرِ خیر کے ساتھ ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا ذِکرِ خیر بھی اپنی کتابوں اور اسٹیجوں پر عام کر دیا تو بڑے بڑے مخالف سوچنے سمجھنے پر مجبور ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُن کے لیے ہدایت کی راہیں آسان کر دے گا۔

اور یہاں ایک بات یاد رکھیں کہ ہم اہل بیت کی شان میں غلو کرتے ہیں اور نہ ہی ہم اُن کی تنقیص کرتے ہیں ہم غلو اور تنقیص کرنے والے دونوں گروہوں سے پاک ہیں اور یہی ہمارے اہلِ حق ہونے کی ایک بہترین نشانی ہے۔

3 خطبائے کرام کی اصلاح

اور الحمدللہ ہم نے جو تیسرا سب سے اہم اور مشکل کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے خطبائے کرام میں بڑھنے والے بگاڑ کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، ہر خامی کی اِصلاح کی ہے اور ہر خوبی سے آگاہ کیا ہے اور ہم نے اِس کام میں بہت تکلیف بھی اُٹھائی ہے لیکن الحمدللہ خطبائے کرام کی اِصلاح کا سلسلہ آج کے دِن تک

جاری ہے اور جاری رہے گا اور اللہ کے فضل سے ہم اِس کے بہتر اور مثبت نتائج بھی نو خیز خطبا میں دیکھ رہے ہیں اور بڑے بڑے ذہین طلبہ بہتری کی طرف آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ مزید بہتری کی توفیق عطا فرمائے۔

بڑے دکھ کی بات ہے کہ چند سالوں سے ہمارے اسٹیج کو بعض خطبائے کرام نے حد سے زیادہ غیر سنجیدہ کر دیا ہے اُنہوں نے اسٹیج ڈراموں اور بازاروں میں گھومنے پھرنے والے سارے چٹکلے اور لطیفے منبر و محراب پر آ کر بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں اور اُنہوں نے اپنی جہالت اور آواز کی خوبصورتی کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے سامعین کے مزاج کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا اور اِس وقت حالت یہ ہے کہ ہمارے اکثر سامعین سنجیدہ، سلجھی اور علمی گفتگو سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

اللہ کی قسم! ہمارے اسٹیج پر یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے اور ہمارے سینے میں اِس کا بہت زیادہ درد بھی موجود ہے اللہ کے فضل سے ہم کل بھی اِصلاح میں تھے اور آج بھی اِصلاح میں ہیں اور جب تک ہم زندہ ہیں اپنے اساتذہ کی رہنمائی سے اِصلاح کرتے رہیں گے اور اِس مشن کے لیے ہم اپنے عہدے اور اپنی عزت تک کو بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو منافقت، مکاری اور ہر قسم کی غفلت سے بچا کر بر وقت حق کا کلمہ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پہلے کی طرح یہ کتاب ''ریحانُ الخطیب'' بھی صرف اور صرف صحیح روایات اور واقعات پر مشتمل ہے آپ بلا جھجک ہر موضوع آگے بیان کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کے لیے رحمتوں کے سب دروازے کھول دے گا آمین ثم آمین

ابو الحسن عبد المنان الراسخ

خیر خواہی کا نواں سبق

اللہ نے پورا دین ہمارے حوالے کر دیا ہے

ایک خطیب کائنات کا خوش نصیب انسان ہوتا ہے خطیب اور واعظ کو ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ وہ اللہ کے دین کا نمائندہ ہے، اللہ تعالیٰ نے پورے کا پورا دین اُس کے حوالے کر دیا ہے، اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دین کو پوری امانت داری کے ساتھ پڑھ کر، سمجھ کر آگے لوگوں میں بیان کرے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی خطیب کو صرف اتنا نکتہ سمجھ آ جائے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور اب یہ دین والی امانت ہمارے سپرد ہے ہم نے اپنے اندر انبیا والے اوصاف پیدا کرتے ہوئے اللہ کے بندوں کو اللہ کے دین کی طرف بلانا ہے، تو اُس کی کامیابی کے لیے یہی بات کافی ہے۔

مگر افسوس! کہ اِس وقت امت مسلمہ کا اسٹیج جن لوگوں کے قبضے میں ہے اُن میں سے اکثر خود بے دین ہیں، اُن کو قرآن مجید کا سادہ ترجمہ بھی نہیں آتا، اُن کو علمی و فقہی مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے، صرف ایک کاروبار ہے جو آواز کی بنیاد پر چل نکلا ہے اِس کے سوا کچھ نہیں۔

اور پھر ظلم در ظلم یہ کہ اگر کوئی خیر خواہ عالم اِخلاص کے ساتھ اُن کی اصلاح کرے یا اُن کو کوئی خیر کی بات بتلائے، تو اُس شخص کو اپنا جانی دشمن سمجھ کر اُس کے خلاف ہر قسم کی صلاحیت استعمال کی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خطیب کا صاحبِ اَذکار ہونا ضروری ہے

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کسی شخص کو اپنے دین کا داعی اور کامیاب خطیب بنا دیں تو اُس کے لیے سب سے پہلا اور اہم کام یہ ہے کہ اُس کے پاس ذِکر والی زبان ہو، وہ نماز کے بعد کے اَذکار، صبح وشام کے اَذکار، سونے کے اَذکار، اہم جگہوں کے اَذکار کے ساتھ ساتھ ہمہ وقت اپنی زبان پر کوئی نہ کوئی ذِکر والا کلمہ ضرور رکھیں۔

زیادہ ذِکر کرنے والے خطیب صاحب کو جہاں بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے، وہاں وہ کثرتِ ذِکر سے بہت زیادہ گناہوں سے بھی محفوظ رہتا ہے، ذِکر کرنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے، ذِکر کرنے سے اِنسان کا دِل کھلتا ہے اور اُس میں نور اُترتا ہے، ذِکر کرنے سے دِل ودماغ پر پڑنے والے داغ دھبے صاف ہوتے رہتے ہیں اور ذِکر کرنے سے اِنسان چغلی، جھوٹ، غیبت، فحش مذاق سمیت ہرطرح کی آوارگی سے بچا رہتا ہے۔

اِس وقت بعض خطبا کا المیہ یہ ہے کہ اُن کے پاس سوائے قہقہے لگانے کے اور ہمہ وقت غیر سنجیدہ رہنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور اِس غفلت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اُن کے دِل سخت اور مردہ ہو چکے ہیں، وہ اسٹیج پر بیٹھے بھی جب عین قرآن وحدیث کی سائے تلے ہوتے ہیں تب بھی یا تو موبائل سے کھیل رہے ہوتے ہیں یا پھر سٹیج پر غیر سنجیدہ حرکات کررہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

خطابت تو جہالت بن گئی

اللہ کی دین کی طرف بلانا یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اور حقیقت میں یہ ذمہ داری ذمہ دار شخصیات کو ہی ادا کرنی چاہیے، جیسا کہ دیگر شعبہ جات میں ہوتا ہے کہ ہر فیلڈ میں اُس کے ماہر کو ہی قبول کیا جاتا ہے اور اُسی کو آگے لایا جاتا ہے لیکن افسوس کہ سب سے مبارک اور اہم کام ''دعوتِ دین'' کا کام نرے جاہل لوگوں نے بھی شروع کر دیا ہے اور حالت یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو سادہ ترجمہ بھی نہیں آتا اور وہ کسی مدرسے کے فارغ التحصیل بھی نہیں ہیں اُن کو صرف ترنم کی وجہ سے مذہبی سکالر اور عالم دین کہا جاتا ہے اور لوگ اُن کے سامنے مست ہو کر ہر طرح کا شغل ومزاح اور اخلاقیات سے گرے ہوئے گھٹیا لطیفے اور جگتیں سنتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

چھوٹی عمر میں تقریر کرنا جائز ہے لیکن ساتھ ساتھ اپنی تعلیم بھی مکمل کرنی چاہیے اور علم وتحقیق میں آگے بڑھنا چاہیے لیکن ہمارے ہاں علم وفضل میں آگے بڑھنے کے جذبات بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں، ہم صرف طرز وں سے سارے کمالات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اصلاح کرے تو ہم اُس کو اپنا ازلی دشمن اور حاسد کہہ کر اپنی اَنا کو تسکین دے لیتے ہیں۔ والی اللہ المشتکی

آپ نے کون سی احادیث بیان نہیں کرنی

وہ احادیث جن میں ضعف شدید ہو یا جن کو مطلق طور پر تمام ماہرین فن نے ''ضعیف'' قرار دیا ہو ایسی روایات کو اور ایسے واقعات کو کسی صورت بھی بیان نہ کریں۔

اور جن روایات کو فن کے تمام ماہرین یا بعض ماہرین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے اُن کو پورے شرح صدر کے ساتھ یاد کریں، بیان کریں اور اُن پر خود بھی عمل کریں۔

البتہ ایسی روایات جن کے صحیح یا ضعیف ہونے میں فن کے ماہرین کا آپس میں اختلاف ہے تو ایسی صورت میں آپ کا میلان جس طرف ہو اُس کو اختیار کر لیں، اگر آپ اُس کو بیان کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو بیان کرنے کے بعد یا تحریر کرنے کے بعد صحیح یا حسن کہنے والے ماہرین فن میں سے کسی کا نام ذِکر کر دیں، آپ اللہ کے ہاں اجر پانے والے ہوں گے۔ ان شاء اللہ

آج کل ہمارے بعض نوخیز محققین میں بہت زیادہ شدت پائی جا رہی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ حدیث وہی صحیح ہے جس کو ہم نے صحیح سمجھا اور حدیث وہی ضعیف ہے جس کو ہم نے ضعیف سمجھا ہے وہ اِس سلسلہ میں متقدمین و متاخرین کی آراء کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ایسے احباب کو اپنے رویے پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔

تحقیق اور موقف میں اختلاف ہوسکتا ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں صاف ستھرا اور پاکیزہ مسلک عطا کیا ہے ہم الحمدللہ اُسی دین کے نمائندے ہیں جس دین کو اللہ تعالیٰ نے پاک بازوں کے امام خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے پر نازل کیا ہے۔

لیکن اِس کے باوجود کبھی کبھار عقیدے کے مسائل میں، فقہ کے مسائل میں اور دیگر تاریخی مسائل میں روایات کے فہم کی بنیاد پر اختلاف ہوجاتا ہے تو ایسا اختلاف قابلِ قبول ہے آپ کا جو موقف ہے، آپ اُس کو کھلے عام بیان کریں لیکن دوسرے کو سو فیصد جھوٹا کرنے کی کوشش نہ کریں اگر اُس کے پاس بھی کوئی صحیح دلیل موجود ہے تو اُس کا احترام کیجئے اور اچھے طریقے سے ذِکر کیجئے۔

مثال کے طور پر قرآنی تعویذ لکھنا، رکوع سے اُٹھ کر ہاتھ باندھنا، قسطوں پر کاروبار کرنا، نو دس محرم کا روزہ رکھنا وغیرہ وغیرہ اور اِسی طرح ''یزید'' کا مسئلہ ہمارے اہل علم کے ہاں اختلافی ہے اب جو جس کو بہتر سمجھتا ہے دلیل سے بیان کرے لیکن اِس کی بنیاد پر کردار کشی اور لڑائی جھگڑے پر اُتر آنا بہت بڑی حماقت ہے۔

سیدنا حسین کو کوفہ بلانے والے کون تھے کچھ اہل علم کی تحقیق ہے کہ وہ زمانہ صحابہ اور تابعین کا تھا اور آپ کو بلانے والے بھی حضرت سلمان بن صرد سمیت کئی صحابہ اور تابعین تھے اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ آپ کو بلانے والے کوئی عام لوگ تھے، اب تاریخی روایات کے پسِ منظر میں جس کو جو راجح محسوس ہوتا ہے اُس کو بیان کردے، لیکن ایسے موضوعات پر کفر و اسلام کے فتوے نہ لگائے اور بہتر ہے کہ آپ متنازعہ شخصیات پر زیادہ گفتگو نہ کریں۔

موضوع کے مطابق دو چیزوں کا خیال رکھیں

عمومی طور پر ہم جتنے مضامین بیان کرتے ہیں اُن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1 کچھ مضامین ایسے ہوتے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ دلائل دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ایسے مضامین ہیں جن میں فریقِ مخالف کو قائل کرنا اصل مقصد ہوتا ہے ایسے مضامین میں تمہیدی طور پر فریقِ مخالف کے بنیادی اہم دلائل کا توڑ کریں اور پھر اُس کے بعد اپنے موضوع کے مطابق اُس کی موافقت میں زیادہ سے زیادہ دلائل پیش کریں۔ مثال کے طور پر آپ نے یہ ثابت کرنا ہے کہ عالم الغیب ذات صرف اللہ کی ہے یا آپ نے عقیدہ سماع موتی پر گفتگو کرنی ہے تو اپنی تمہید میں فریقِ مخالفت کے جو غلط استدلالات ہیں اُن کا رد کیجئے اور پھر اِس بات پر دلائل کے انبار لگا دیں کہ عالم الغیب ذات صرف اللہ کی ہے اور فوت ہونے کے بعد قبروں میں جانے والے کسی کی فریاد نہیں سنتے۔

2 کچھ مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں زیادہ ضرورت بات سمجھانے کی ہوتی ہیں یعنی اُن میں دلائل بھی ہوں لیکن زیادہ توجہ اِس بات پر ہو کہ لوگوں کو اِس مسئلے کی روح اور حقیقت سمجھا دی جائے مثال کے طور پر شکر کیا ہے...؟ صبر کیا ہے...؟ احسان کیا ہے...؟ وغیرہ وغیرہ

پیسوں کی فکر چھوڑ دیں

اللہ کی قسم! اگر خطابت کی حلاوت لینی ہے تو تقریر کرنے کے لیے جاتے ہوئے اور تقریر کرنے کے بعد واپس آتے ہوئے، اپنی فیس اور فراغت کی فکر چھوڑ دیں، اِس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے موت مانگ لیں کہ آپ جن لوگوں کو اللہ کے ساتھ جوڑنے کے لیے جا رہے ہیں، اُن سے ہی کھلے منہ پیسوں کا مطالبہ کریں۔

جب خطیب اپنے آغاز اور عروج پہ ہوتے ہیں اگر وہ اُس وقت اِخلاص اور عاجزی انکساری کو اپنے اُوپر لازم کر لیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ جہاں اُس کے وعظ کلام اور بیان میں برکت ڈال دیتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ اُس کے مستقبل کو بھی روشن اور مبارک بنا دیتے ہیں۔

اور جو خطبا اپنے آغاز اور عروج کے دِنوں میں اِخلاص کی بجائے اپنی فیس کی فکر زیادہ شروع کر دیں اور عاجزی کی جگہ اترانا شروع کر دیں تو ایسے خطیب جہاں اللہ کے بندوں کے دِلوں سے اپنا وقار اور احترام کھو بیٹھتے ہیں وہی جب بڑھاپے میں جاتے ہیں تو کوئی شخص اُن کے قریب نہیں جاتا اور اللہ تعالیٰ بھی اُن کی دُنیاوی حرص وہوس کی وجہ سے ناراض ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے لیے اِخلاص اور تواضع کو اپنا شعار بنائیں

اگر ممکن ہو تو سیکرٹری نہ بنائیں

سادگی، عاجزی اور درویشی میں اصل عزت ہے جس قدر ممکن ہو اپنے معاملات غیروں کی سپرد کرنے سے بچیں کیونکہ سیکرٹری حضرات بھی بہت خرابیاں کرتے ہیں اور ویسے بھی بعض خطیب حضرات حد سے زیادہ خود کو سمجھدار اور دانا سمجھتے ہیں اور اُن کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ہر علاقے میں کہیں نہ کہیں کسی کے ساتھ دوستی پال رکھی ہوتی ہے، وہ خود پیسے نہیں مانگتے البتہ وہ اپنے سیکرٹری اور خواص کے ذریعے بھاری بھر کم فیسیں ضرور وصول کرتے ہیں اور کسی کو خبر تک بھی نہیں ہونے دیتے اور اُن کے خواص اور سیکرٹری حضرات کا کردار انتہائی مکروہ ہوتا ہے وہ غریب جماعت اور غریب آدمی کی بات سُننے کے بھی روادار نہیں ہوتے جب تک اُن کے نخرے اور اُن کی ڈیمانڈ کو پورا نہ کیا جائے۔

بلکہ بعض خطبائے کرام تو اپنے ادارے کی اپیل اور چندے کے بغیر وعدہ دینا بھی نامناسب سمجھتے ہیں جبکہ یہ سارے سلسلے محبت خدا اور خوفِ خدا کے منافی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیان میں اور آپ کی آواز میں خیر رکھ دی ہے، تو اللہ کے بندوں پر کسی قسم کا بوجھ ڈالے بغیر اور مطالبات کیے بغیر اُن کے پاس دین کی دعوت کے لیے جائیں، باوقار طریقے سے جائیں اور باوقار طریقے سے واپس آئیں اور اِس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اِنسان کی سب ضرورتیں ربّ کے دیے سے پوری ہوتی ہیں، لوگوں کے دینے سے، یا منہ سے مانگ لینے سے یا لوگوں کے ساتھ مکر کرنے سے کبھی برکت نہیں ہوتی۔

خدارا! اِس حقیقت کو سمجھ لیں

بعض جماعتی حضرات کی زیادتی

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ وہ جن کو اپنے دین کی دعوت کا خزانہ دیتے ہیں وہ اُسے مال جیسی عظیم اور مبارک نعمت بھی عطا کرتے ہیں، اکثر پروگراموں میں میزبان جماعتی حضرات اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر خطیب کے ساتھ تعاون اور محبت کرتے ہیں، لیکن کبھی کبھی، گاہے گاہے سو میں سے دو دفعہ ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ کوئی کمزور جماعت خطیب صاحب کے شایانِ شان خدمت نہیں کرپاتی۔

جب کبھی ایسا معاملہ ہوجائے تو پھر وہاں سے اُن کو دعائیں دیتے ہوئے دِل کی خوشی سے واپس آجانا چاہیے، گاڑی روکنا، مطالبہ کرنا یا کسی قسم کی بدزبانی کرنا یہ بلاشبہ اِس مقدس مشن کے سراسر خلاف حرکتیں ہیں۔ ایک سچے اور اچھے خطیب کو کبھی بھی لوگوں سے کوئی اُمید نہیں رکھنی چاہیے اور نہ کسی پر بوجھ ڈالنا چاہیے، اُس کے ظاہر و باطن سے اللہ کے نبیوں والی ایک ہی صدا آنی چاہیے۔

وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (1)

"میں اِس پر تم سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا میرا اجر صرف جہانوں کے پالنے والے ربّ کے ذمہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کے نام پر صرف اپنا آپ بنانے کی نہیں کچھ نہ کچھ اُس پر لٹانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(1) سورہ الشعراء:109

اہلِ بدعت سے آنے والی ایک نئی اور خطرناک روش

ہمیں آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ بعض خطبا اور نعت خواں حضرات کو اُس وقت تک چین نہیں آتا جب تک وہ سامعین کو چیخنے، چلانے اور مسجد کو سر پر اُٹھا لینے پر مجبور نہیں کر دیتے۔ ہر دوسرے بول پر سبحان اللہ کی صدائیں اور اب تو ایک نئی خطرناک روش چل نکلی ہے کہ دوران بیان اور نعت سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور وشور سے کہا جاتا ہے کہ دائیاں ہاتھ اُٹھا کر اور سینے کا زور لگا کر کہو ''سبحان اللہ''

میرے پیارے بھائیو! یہ اندازِ بیان آپ نے کہاں سے لے لیا...؟ اِس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی جملہ یا کوئی فکر آپ سامعین کو دینا چاہتے ہیں اور اُس فکر اور جملے کو یاد کروانا چاہتے ہو تو آپ بار بار سامعین سے کہلوا سکتے ہیں اُن کو وہ جملہ یاد کروانے کے لیے یاد دہانی کروا سکتے ہیں لیکن بار بار اجتماعی ذِکر کروانا اور پھر اب دائیں ہاتھ کے اُٹھانے کا اور سینے کا زور لگانے کا حکم بھی صادر فرمانا، یہ سارا کچھ کیا ہے...؟ اللہ کے لیے دعوت کا وہی انداز رکھیں جو اللہ کو پسند ہے۔

جس بیان اور سامعین میں سنجیدگی نہیں وہ سوائے وقت کے ضیاع کے کچھ نہیں ہے۔

انتظامیہ کی ترتیب کا خیال رکھیں

جلسے کروانا کوئی آسان کام نہیں ہے اِس کے لیے بہت سے اخراجات کیے جاتے ہیں اور ہر کانفرنس کے بہت سارے لوازمات ہوتے ہیں، ہر جلسے کی کامیابی کے لیے ایک ضروری بات یہ ہوتی ہے کہ کانفرنس انتظامیہ کا احترام کیا جائے، بلکہ اُن کو اپنا محسن سمجھا جائے کیونکہ اُنہوں نے اشتہار بنوائے، لوگ اکٹھے کئے، اخراجات کیے اور خطبا کے نخرے برداشت کیے اِس لیے وہ جس ترتیب سے آپ کا خطاب کروانا چاہیں آپ اُسی ترتیب سے اپنا خطاب کریں، زبردستی پہلے یا بعد میں تقریر کرنے کی ضد نہ کریں، ہر جگہ اپنا مفاد نہ دیکھا کریں بلکہ حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کے دین کی خاطر اپنے میزبانوں کی ترتیب اور خوشی کا لحاظ رکھیں اِسی میں دعوت کی بہتری، مسلک کا وقار اور فریقین کی عزت ہے۔

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ عین جلسے کے وقت اسٹیج پر خطبا کے درمیان ایک عجیب بدمزگی شروع ہوجاتی ہے کہ وہ اِس چکر میں آپس میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں کہ پہلے تقریر کون کرے گا اور انتظامیہ کے کلیجے منہ کو آرہے ہوتے ہیں۔

اور اللہ کی قسم! بڑے دُکھ سے یہ بات لکھ رہا ہو کہ بعض خطیب سینہ زوری کرتے ہوئے زبردستی مائیک پر آجاتے ہیں، آنہیں جاتے بلکہ زبردستی مائیک چھین لیتے ہیں اور ذرا بھر شرم و حیا نہیں ہے، ایسے خطیب لوگوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔۔۔؟

اپنی حیثیت اور عمر کے مطابق گفتگو کریں

یہ جملہ تو آپ نے سنا ہوگا ''چھوٹے منہ سے بڑی باتیں'' بسا اوقات اچھی نہیں لگتیں، اِس لیے چھوٹی عمر میں زیادہ بڑا بننے کی کوشش نہ کریں، بڑے علما کے بیانات سُنیں، اُن سے فائدہ اُٹھائیں لیکن جس طرح بعض معاملات میں وہ سخت الفاظ اور سخت رویہ اختیار کر جاتے ہیں وہی لب ولہجہ اپنانے کی کوشش نہ کریں اِس سے آپ اپنی قدر کھو جائیں گے اور ناکام ہو جائیں گے۔

کیونکہ بعض سخت باتیں صرف بڑی عمر میں اچھی لگتی ہیں اور لوگ بھی تجربے اور بڑی عمر کی وجہ سے ایسی باتوں کو ہضم کر جاتے ہیں بلکہ کبھی کبھار تو ایسی سخت باتیں آپریشن کا کام کر جاتی ہیں۔

لیکن آپ اپنی خطابت کے آغاز میں اپنے لب و لہجے کو بہت زیادہ ادب والا بنایئے اپنے مخاطبین حتی کہ مخالفین کو بھی پورے احترام سے مخاطب کریں اِس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ترقیاں عطا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نوخیز خطبائے کرام کو یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن شریف
کے کتنے حقوق ہیں؟

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ○ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ○﴾ (1)

''اور بلاشبہ یہ (قرآن) جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اِس کو واضح عربی زبان میں لے کر جبرائیل اُترا ہے آپ کے دِل پر تاکہ آپ آگاہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔''

تمہیدی گزارشات

اِس کائنات کو بنانے والے اور اِس کا نظام چلانے والے اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اِس کائنات کے نظام کو بہتر سے بہتر تر چلانے کے لیے اپنی کتابوں کے نزول کا سلسلہ جاری فرمایا ہے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کئی ایک کتابیں اور صحیفے نازل ہوتے رہے اور بالآخر ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری بے مثال کتاب قرآن مجید کو نازل فرما دیا جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اِسی طرح یہ قرآن آخری کتاب ہے

(1) سورۃ الشعراء:192،195

اِس کے بعد آسمان سے قیامت تک کوئی صحیفہ اور کتاب نازل نہیں ہوگی اِس لیے تو اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ○﴾ (1)

''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اِس آیت سے دو باتیں سمجھ آتی ہیں ایک تو یہ کہ اِس کتاب کو نازل کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور دوسری یہ کہ جنت تک اِس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ کے ذمّے ہے، اسلام دشمن طاقتوں نے اسلام کے خلاف بڑی بڑی گھناؤنی سازشیں کیں مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہر سازش کو خاک میں ملا دیا اور یہ قرآن کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آج تک کوئی شخص اِس کے حقائق اور اِس کے دلائل کو ردّ نہیں کر سکا اِس کی وجہ یہی ہے کہ اِس کی حفاظت کا ذمہ اِس کے نازل کرنے والے پروردگار نے خود اُٹھایا ہوا ہے۔

سامعین حضرات! ہمارے ہاں عام دیکھا گیا ہے کہ بڑے لوگوں کے کچھ بنیادی اور ضروری حقوق ہوتے ہیں اگر اُن کا خیال رکھا جائے تو بہت زیادہ عافیت، سکون اور خوشی ہوتی ہے اور اگر اُن کے حقوق کو پامال کر دیا جائے تو سارا نظام ہی اُلٹ پلٹ ہو جاتا ہے، اِس طرح اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی اور انقلابی کتاب قرآن مجید کے بھی کئی ایک بنیادی حقوق ہیں اگر ہم اُن کو ادا کرتے رہیں تو ہمیں اللہ کی طرف سے خیر و برکت اور رحمت نصیب ہوتی رہے گی اور اگر ہم اِن حقوق کو ادا

(1) سورة الحجر:9

نہیں کریں گے تو ہم پر جہاں کی ذِلت مسلط کر دی جائے گی وہاں ہم اللہ تعالیٰ کی لعنت اوراُس کی پکڑ کے بھی حق دار بن جائیں گے۔

اِس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ قرآن پاک سے اپنا تعلق مضبوط بنایا جائے قرآن پاک سے تعلق تب ہی مضبوط ہوگا جب ہم قرآن پاک کے بنیادی اہم ترین حقوق کو ادا کریں گے اور قرآن و حدیث پر غور کرنے سے قرآن پاک کے پانچ حقوق ہمارے سامنے آتے ہیں اُن حقوق کا لحاظ رکھنا ہم سب کے ذمّے لازم ہے ورنہ ہم بہت ساری برکتوں اور عزتوں سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

آج اللہ کے فضل سے میں آپ کے سامنے قرآن مجید کے پانچ بنیادی حقوق بیان کروں گا آپ پوری توجہ سے سماعت فرمائیں اور اِن کو اپنی زندگی کے آخری سانس تک ادا کرتے رہیں، اِنکی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں کامیاب کر دے گا، اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝﴾ (1)

''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

1 پہلا حق ایمان لانا

قرآن مجید کا ہر اِنسان کے ذمّے پہلا حق یہ ہے کہ وہ اِس پر ایمان لے کر

(1) سورة الحجر:9

آئے اور ایمان اِس طرح لے کر آئے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جو کم و بیش (23) سالہ عرصے میں آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی، اِس کے نازل کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور اِس کو لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور اِس کتاب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک سینے پر نازل کیا گیا جس طرح قرآن شریف میں ہی آتا ہے۔

﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ○ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ○﴾ (1)

''اور بلاشبہ یہ (قرآن) جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اِس کو واضح عربی زبان میں لے کر جبرائیل اُترا ہے آپ کے دِل پر تا کہ آپ آگاہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔''

کوئی بھی انسان قرآن مجید پر ایمان لائے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا ایک شخص اسلام کی تمام تعلیمات پر عمل کرتا رہے لیکن وہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب تسلیم نہیں کرتا تو اُس کے کسی عمل کا بھی کوئی اعتبار نہیں اور وہ پکا کافر ہے، اِس لیے کہ قرآن مجید پر ایمان لانا یہ اِس کا سب سے پہلا حق ہے اِس کے بغیر انسان کے کسی بھی عمل کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور قرآن شریف کے اِس حق کا تذکرہ سورہ بقرہ میں کچھ اِس انداز سے کیا گیا۔

(1) سورة الشعراء:192،195

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ﴾ (1)

”رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

اِس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اِس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ جو کچھ مجھ پر نازل ہو رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اِسی طرح ہر مسلمان قرآن پر سچا ایمان رکھتا ہے اور اِس کو اللہ کی آخری کلام سمجھ کر اپنے لیے باعث رحمت اور باعث برکت سمجھتا ہے۔

سامعین کرام! ہم سب کو اِس بات پر اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن مجید پر ایمان لانے والوں میں سے بنا دیا ورنہ اِس وقت دُنیا میں سات ارب سے زائد اِنسان اور اُن میں سے قرآن کو اللہ کی آخری کلام

(1) سورۃ البقرہ:285

ماننے والوں کی تعداد صرف ایک ارب سے زائد ہے۔

ہم جتنے بھی گناہ گار ہیں مگر ہم پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے کہ ہم اُس کی کلام قرآن مجید کو اُس کی نازل کردہ آخری سچی کتاب سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کتاب پر آخری دم تک ایمان رکھنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (1)

''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

2 دوسرا حق تلاوت

قرآن مجید کے پہلے حق کے بعد قرآن پاک کا دوسرا اہم ترین حق یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کو اللہ کی کلام سمجھ کر اُس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں، آپ حیران ہوں گے کہ یہ دُنیا کی واحد کتاب جس کو سمجھے بغیر صرف پڑھنے سے ہی جہاں شفا ملتی ہے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اجر وثواب کے انبار لگا دیتے ہیں، کیونکہ یہ عام کلام نہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی پاک کلام اور مبارک کتاب ہے۔ جو شخص اپنی طاقت کے مطابق قواعد وضوابط کا لحاظ رکھ کر تلاوت کرتا ہے وہ شخص قرآن مجید کے دوسرے اہم ترین حق کو ادا کرتا ہے اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا وہ شخص قرآن مجید کا دوسرا حق بھی ادا نہیں کرتا اور اِسی وجہ سے وہ دونوں جہانوں میں سخت ترین آزمائشوں میں مبتلا

(1) سورة الحجر:9

کر دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝﴾ (1)

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس کو (ایسا) پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں، اور جو اس کو نہیں مانتے، وہ خسارہ پانے والے ہیں۔“

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تلاوت کرنے والوں کے متعلق دو باتیں ارشاد فرمائی ہیں ایک تو یہ ارشاد فرمایا کہ سچے مومن وہی ہیں جو اِس طرح تلاوت کرتے ہیں جس طرح اِس کی تلاوت کا حق ہے، یعنی قرآن پاک کی خوب سے خوب تلاوت کرنا یہ کسی بھی انسان کے اچھے اور سچے مسلمان ہونے کی نشانی ہے اور پھر فرمایا: اِس قرآن کا انکار اور اِس کی تلاوت سے اعراض کرنے والا شخص کسی صورت بھی خسارے اور نقصان سے نہیں بچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تلاوت کا حکم فرمایا:

﴿اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝﴾ (2)

(1) سورة البقرة:121

(2) سورة العنكبوت:45

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کیا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے۔"

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں جہاں اپنی آمد کا مقصد بیان کیا ہے وہاں بڑی صراحت کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ میں اِس لیے بھی آیا ہوں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کروں۔

بہرصورت قرآن مجید کا دوسرا حق قرآن مجید کی تلاوت ہے اور یہ تلاوت بڑے سکون اور اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس بات کا حکم دیا ہے کہ

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ (1)

اور قرآن کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرو

اور جنت میں بھی قرآن والے کو یہی کہا جائے گا کہ قرآن پاک کی ٹھہر ٹھہر کر اِسی طرح تلاوت کرو جس طرح تم دُنیا میں تلاوت کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کے وقت سب سے عمدہ کیفیت یہ ہے کہ قرآن کا قاری قرآن پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہو۔

ہمارے ہاں اکثر قاری حضرات یا تو قرآن مجید کو بہت زیادہ تیز پڑھتے ہیں جس طرح کہ یہ ظلم تراویح کی نماز میں کیا جاتا ہے یا پھر بہت زیادہ تکلف

(1) سورۃ المزمل:4

سے پڑھتے ہیں جس طرح کہ یہ تکلف مصر سے آنے والے مہمانان گرامی کی آواز میں پایا جاتا ہے۔

ہم مسلمانوں کو تلاوت کرتے ہوئے اعتدال میں رہنا چاہیے نہ ہم الفاظ کو کچلیں اور نہ ہی تلاوت کرتے ہوئے اِس قدر زیادہ تکلف کریں کہ ہماری رگیں پھول جائیں، مندرجہ بالا دونوں طریقے نامناسب معلوم ہوتے ہیں۔

پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ قرآن کی تلاوت اُس وقت تک جاری رکھیں جب آپ کا دِل تروتازہ ہو، آپ کا دماغ بیدار ہو اور آپ کے مزاج میں عمدگی ہو، جس وقت آپ اُکتاہٹ محسوس کریں یا آپ کی طبیعت تلاوت کی طرف مائل نہ ہو رہی ہو تو پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت چھوڑ دیں یہ آپ کو شریعت کا حکم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ (1)

”قرآن مجید کی تلاوت اُس وقت تک کرو جب تک تمہارا دِل مانوس رہے اور جب تمہارا دِل اچاٹ ہو جائے تو قرآن کی تلاوت سے اُٹھ جاؤ۔“

اور اِسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کے درجنوں فوائد ہیں، جو مسلمان قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اُس کا دوسرا حق ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو درجنوں فائدے عطا کرتے ہیں اِن کا تفصیلی ذِکر ہم کسی الگ موضوع میں بیان کریں گے

(1) صحیح البخاری:5060

یہاں پر ہماری یہی دُعا ہے کہ ربّ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا شرف نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○﴾ (1)

''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

3 تیسرا حق سمجھنا

قرآن مجید کا تیسرا حق قرآن مجید کا فہم ہے، یعنی قرآن مجید کو سمجھا جائے، سیکھا جائے اور اِس کے معانی ومطالب کو اچھی طرح جانا جائے اِس سلسلے میں ہمارا ایک تفصیلی موضوع یوٹیوب پر موجود ہے اور ہماری کتاب بیان الخطیب کے صفحہ نمبر 212 پر تفصیل سے مکتوب ہے اور یہاں ہم صرف یہ اِشارہ کریں گے کہ جس نے قرآن مجید کا فہم حاصل نہیں کیا اور اُس نے سادہ ترجمہ بھی نہیں پڑھا اُس شخص نے قرآن مجید کا تیسرا اہم ترین حق بھی ادا نہیں کیا یہ وہ حق ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے کئی ایک مقامات پر اِس تیسرے اہم حق کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ نزول قرآن کا مقصد ہی فہم قرآن ہے جس کو قرآن پاک کا فہم نہیں ہے گویا کہ اُس نے قرآن مجید کی قدر و قیمت کو ہی نہیں سمجھا اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

(1) سورة الحجر:9

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝﴾ (1)

(یہ) کتاب جوآپ پر نازل کی ہے بابرکت ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تا کہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔

مجھے آپ بتائیں قرآن پاک کا سادہ ترجمہ جانے بغیر قرآن پر غور کیسے ہو سکتا ہےاور قرآن کی گہرائی میں کیسے اُترا جا سکتا ہےاور اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۝﴾ (2)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تا کہ جو(ارشادات) لوگوں کی طرف نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کردو اور تا کہ وہ غور کریں۔

اِس آیت میں بھی قرآن مجید پر غور وفکر کرنے کا کہا گیا اور جو شخص قرآن پاک کو جانتا ہی نہیں وہ قرآن پاک پر کیا غور وفکر کرے گا اور یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے سارے کا سارا قرآن ٹھیکے پر علمائے کرام کو دے رکھا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک کو سنبھالنا اور اِس پر غور وفکر کرنا یہ عام لوگوں کا کام نہیں بلکہ علما کا کام ہے جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ یہ بات اِرشاد فرمائی ہے کہ قرآن مجید پر غور کرنا، اِس کا ترجمہ پڑھنا اور اِس کے احکامات کا جاننا لازم ہے اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں۔

(1) سورہ ص:29 (2) سورۃ النحل:44

﴿كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝﴾ (1)

اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

اور مزید فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝﴾ (2)

کہ ہم نے اس کو عربی قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو

مجھے آپ بتائیے جو شخص قرآن مجید کا عام فہم ترجمہ بھی نہیں جانتا وہ شخص قرآن مجید کی آیات کو کیا سمجھتا ہے اور کیا سمجھے گا...؟

اِس وقت مسلمانوں کی اکثریت میں جو بے چینی اور بدسکونی پائی جاتی ہے اُس کی ایک سب سے بڑی وجہ قرآن مجید پر غور وفکر نہ کرنا ہے کیونکہ جو شخص قرآن مجید کو سمجھنا چھوڑ دیتا ہے دُنیا کے دُکھ اُس پر چھا جاتے ہیں اور اُسے کبھی بھی سُکھ کا سانس نہیں لینے دیتے۔

اللہ کی قسم! اگر دُنیا میں سکون نام کی کوئی چیز چاہیے تو پھر غذا کی طرح قرآن مجید کے ترجمے کو اپنے لیے لازم کرلیں اور یہ آپ کی روح کا حق بھی ہے، جس طرح غذا آپ کے جسم کا حق ہے اِسی طرح قرآن کا ترجمہ آپ کی روح کا حق ہے اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾ (3)

''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

(1) سورۃ البقرہ:242 (2) سورۃ البقرہ:43

(3) سورۃ الحجر:9

4 چوتھا حق عمل

قرآن شریف پر ایمان، اُس کی تلاوت اور اُس کو سمجھنے کے بعد چوتھا حق یہ ہے کہ اِس پر عمل کیا جائے، عمل ہی اصل منزل ہے اور عمل کرنے کے لیے ہی اِس انقلابی کتاب کو نازل کیا گیا ہے، ہمارے ہاں جو ایک بہت بڑی کمزوری دیکھی گئی ہے کہ بعض قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے اِس پر عمل نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ اِس کی تلاوت کرنا ہی ہماری نجات کے لیے کافی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے نجات کے لیے عمل بہت ضروری ہے۔

ایک دفعہ ایک بہت نیک عورت قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی اور قرآن کی تلاوت اُس کا معمول بھی تھا، لیکن وہ عملی لحاظ سے بہت زیادہ پیچھے تھی وہ ایک عرصہ سے اپنے قریبی رشتے دار کے ساتھ بلاوجہ بلکہ انانیت کی وجہ سے ناراض تھی۔ اُس کو کہا گیا کہ تم دِن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہو، لیکن جو آیات پڑھتی ہو اُن پر عمل کیوں نہیں کرتی...؟ صرف پڑھنا آپ کے لیے کافی نہیں بلکہ دُنیا میں سعادت اور آخرت میں نجات کے لیے قرآن پر عمل کرنا بہت ضروری ہے، لیکن نہایت افسوس یہ بات اُس کو سمجھ نہیں آئی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی مذمت بیان کی ہے وہاں اُن کی ایک بہت بڑی خرابی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ اللہ کی کتاب پڑھنے کے باوجود عمل نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ

تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ (1)

(یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم سمجھتے نہیں؟

اور یہاں یہ بات اچھی طرح کان کھول کر سن لیں کہ قرآن پاک کی تلاوت کر کے اور قرآن پاک کو پڑھ کر اُس پر عمل نہ کرنا یہ اِس قدر خطرناک گناہ ہے اس کی وجہ سے ایک انسان اللہ تعالیٰ کے سخت غضب کا حق دار بن جاتا ہے۔

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن مجید پر عمل نہیں کیا گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی وہی شخص سب سے زیادہ خسارے والا ہے۔

اے لوگو! یہ کتاب تو اُتری ہی عمل کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ اِسی کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾﴾ (2)

”ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

(1) سورة البقرة:44 (2) سورة الحجر:9

5 پانچواں حق اِبلاغ

قرآن پاک کا پانچواں اور آخری حق یہ ہے کہ قرآن پاک کا پیغام، قرآن پاک کی تعلیم اور قرآن پاک کے احکامات کو نگر نگر، گلی گلی اور فرد فرد تک پہنچا دیا جائے، جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو قرآن جیسا انمول خزانہ دے دیں تو اُس کے ذمّے لازم ہے کہ وہ آرام اور چین سے گھر میں نہ بیٹھے اور نہ ہی ہر وقت اپنے کاروبار میں کھویا رہے بلکہ وہ قرآن کی دعوت کو لے کر اُٹھے اور اپنی طاقت کے مطابق پوری دُنیا میں چھا جائے یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِرشاد فرمائی ہے۔

﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝﴾ (1)

”یہ قرآن لوگوں کے نام (اللہ کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس کے ساتھ آگاہ کیا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔“

اور ایک جگہ تو بڑے ہی حساس اسلوب میں اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّـغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾ (2)

(1) سورہ ابراھیم:52

(2) سورة المائدہ:67

''اے رسول! جو ارشادات اللہ کی طرف سے آپ پر نازل ہوئے ہیں سب
لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور اللہ
آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا بیشک اللہ منکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن کے پیغام کو پوری دُنیا میں پہنچانے کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن کے داعی کی حفاظت اللہ کرتے ہیں، اُس کی محنت اور اُس کی دعوت کبھی رائیگاں نہیں جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور صلہ عطا فرماتے ہیں۔

ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند میں قرآنی تعلیمات پہنچانے کی ساری ذمہ داری ہم نے اپنے علما کو دے رکھی ہے حالانکہ ہر مسلمان کو اپنے اپنے علم کے مطابق قرآن کی بات اور قرآنی احکام آگے بیان کرنے چاہئیں اور یقین جان لیں کہ اِس وقت فحاشی نے اپنے پنجے اِس قدر زیادہ مضبوطی سے گاڑ لیے ہیں کہ بات علما کے ہاتھوں سے نکل چکی ہے اب دین کی برتری اور دین کی بقا کے لیے ایک ہی کام ہے کہ ہر مسلمان اپنے اپنے دائرے میں رہ کر قرآن کا داعی بن جائے اور جس شعبے میں وہ کام کر سکتا ہے وہ کرے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی تاجر قرآن پاک کے نسخے دے سکتا ہے تو وہ علما اور طلبا تک ترجمے اور تفسیر کے نسخے پہنچائے اگر کوئی شخص ترجمہ کلاس کے اُستاذ کو ماہانہ تنخواہ دے سکتا ہے وہ دِل کھول کر ماہانہ وظیفہ دیتا رہے یہ بھی قرآن مجید کی بہت بڑی

خدمت ہے اور اگر کوئی شخص قرآنی عقائد کو سمجھتا ہے تو وہ پوری احتیاط کے ساتھ اُن عقائد کو آگے بیان کرے اور اسی طرح قرآن کے ابلاغ کی سب سے بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کا عالم بنائیں۔

قرآن مجید کی ایک آیت آگے بیان کرنے کا کس قدر اجر وثواب ہے...؟ اور اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک سچے مسلمان کو کس قدر سکون عطا کرتے ہیں، اِس کا اندازہ آپ دو احادیث سے بخوبی لگا سکتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَو آيَةً (1)

''میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔''

اِس بخاری شریف کی حدیث پر غور فرمائیں کہ آگے پہنچانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور فرمایا اگر ایک آیت بھی آتی ہے تو اُس کو بھی آگے پہنچا دو یہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے اور آپ کا فریضہ بھی ہے۔

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا (2)

(1) صحیح البخاری:3461

(2) مسند احمد:436/1، جامع الترمذی:2658

اللہ تعالیٰ اُس بندے کے چہرے کو تر و تازہ رکھیں جس نے میری بات کو سُنا اور

اُسے خوب اچھی طرح یاد کر کے لوگوں تک پہنچادیا۔"

سامعین کرام! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صحیح حدیث آگے پہنچانے والے کو اِس قدر زیادہ انمول دُعا مل رہی ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے قرآن کی آیت کو آگے پہنچائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کس قدر زیادہ خوشیاں عطا کریں گے، اِن کو جاننے کے لیے ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں، یہ ربّ ہی جانتا ہے یا قرآن کے سچے داعی جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ ہم سب کو قرآن مجید کے پانچوں حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

هذا ما كان عندى

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا باللّٰه

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

صفاتِ قرآن

بزبانِ قرآن

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ﴾ (1)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور اتار دیا ہے۔

تمہیدی گزارشات

پیارے مسلمان بھائیو! آج ہمارے اندر ہر طرف اُداسی ہی اُداسی ہے اور مایوسی ہی مایوسی ہے ہر دوسرا شخص بُری طرح اُلجھا ہوا، بکھرا ہوا، ٹوٹا ہوا اور بھٹکا ہوا ہے۔

اور اِس کی سب سے بڑی وجہ قرآن شریف سے دوری ہے جو لوگ قرآن شریف سے دور ہو جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی زندگی کا سکون ختم کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ کے حبیب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ سے بڑی ہی عاجزی کے ساتھ ایک دُعا کیا کرتے تھے، یہ دُعا آپ بھی یاد کر لیں اِس کی برکت سے آپ کی زندگی کا غم خوشی میں بدل جائے گا، آپ فرمایا کرتے تھے۔

(1) سورۃ النساء: 174

7 اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُكَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، اَوْاَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ، اَوْعَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَصَدْرِیْ، وَجِلَآءَ حُزْنِیْ، وَذَهَابَ هَمِّیْ (1)

''اے اللہ! بلاشبہ میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ پہ تیرا حکم جاری ہونے والا ہے۔ میرے بارے تیرا فیصلہ عدل والا ہے۔ میں آپ سے ہر اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو نام بھی آپ نے اپنی ذات کا رکھا ہے یا اس کو اپنی کتاب میں اتارا ہے یا مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے پاس علم غیب میں اسے ترجیح دی ہے یہ کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور اور میرے غموں کی روشنی اور میری پریشانیوں کو لے جانے والا بنا دے۔''

خود ہی غور کر لیں آپ ﷺ کس قدر عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے قرآن کا لگاؤ، قرآن کی محبت اور قرآن کی دوستی کا سوال کیا کرتے تھے، کیا ہم بھی یہ دُعا پڑھتے ہیں...؟ جہاں آپ رسول اللہ ﷺ کی دیگر سنتوں پر عمل کرتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ سے قرآن کی دوستی کا سوال کرنا اور بڑی بے بسی کے ساتھ کرنا یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی محبوب سُنت ہے۔

(1) الصحیح لابن حبان:972۔

اس وقت مسلمانوں کی اکثریت کا تعلق قرآن مجید سے ٹوٹ چکا ہے جبکہ یہ ہماری روحانی زندگی کی سب سے بڑی غذا ہے۔ جس طرح ہر غذا کی ایک تاثیر ہوتی ہے، ہر چیز کی کوئی نہ کوئی صفت اور خوبی ہوتی ہے اسی طرح قرآن مجید کی بھی بہت زیادہ صفات ہیں جو شخص قرآن پاک کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اُس کے اندر وہ ساری قرآنی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

آپ مثال سے اِس طرح سمجھ لیں کہ پانی میں یہ صفت ہے کہ جو اِس کو پیتا ہے وہ پینے والے کی پیاس کو بجھا دیتا ہے اور روٹی میں یہ صفت ہے کہ وہ کھانے والے کی بھوک کو ختم کر دیتی ہے اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی پاک کلام قرآن مجید میں بہت سی خاصیات اور صفات ہیں جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور بالخصوص پوری عقیدت کے ساتھ اِس پر غور کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ رشد و ہدایت اور جنت کے سب خزانے اُس کے نام کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید کی بہت ساری صفات ہیں، جو قرآن سے محروم ہے وہ اُن عظیم صفات سے بھی محروم ہے اور جو اُن صفات سے محروم ہے وہ بلاشبہ کائنات کا بدنصیب انسان ہے آج میں آپ کے سامنے صفاتِ قرآن بزبانِ قرآن بیان کرنا چاہتا ہوں، قرآن کی صفات تو بہت زیادہ ہیں لیکن میں صرف اور صرف تیرہ صفات آپ کے سامنے بیان کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قرآن کی یہ سب صفات پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

1 قرآن فرقان ہے

قرآن مجید حق و باطل، سچ اور جھوٹ اور اچھائی و برائی میں فرق کرنے والی انقلابی کتاب ہے، جو شخص تعصب کی عینک اُتار کر قرآن مجید کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو حق، سچ اور اچھائی کے سب خزانے عطا کر دیتے ہیں اور ایسا شخص ہر قسم کے باطل، جھوٹ اور برائی سے ہمیشہ کے لیے کوسوں دور ہو جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کے فرقان ہونے کا تذکرہ بڑے ہی دِل نشیں انداز سے کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (1)

”بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ جہان والوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔

مفسرین حضرات نے اِس آیت کی تفسیر میں بہت کچھ لکھا ہے اُن میں سے امام ابن کثیر کہتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

يُمَيِّزُ بَيْنَ الْحَقِ وَالْبَاطِلِ، اَوْ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِ وَالْبَاطِلِ (2)

”یہ کتاب حق اور باطل کے درمیان تمیز کرتی ہے یا یہ کتاب حق اور باطل کے درمیان فرق کرتی ہیں۔“

(1) سورۃ الفرقان: 1

(2) کتب تفسیر، ابن کثیر وغیرہ

اِس وقت حق والی جماعت وہی ہے جو قرآن والی ہے اور جو قرآن کو احادیث اور فہم صحابہ کی روشنی میں سمجھتی ہے اور جو شخص قرآن سے چمٹ کر بھی اِس کی من چاہی تفسیر کرے وہ باطل پر ہی ہے بظاہر وہ جتنا بڑا قرآن کا مفسر کیوں نہ ہو۔

2 قرآن برہان ہے

قرآن مجید برہان ہے اور برہان کا معنی ہے واضح دلیل، روشن دلیل ایسی دلیل جس کو کوئی توڑ نہ سکے یا آپ یوں سمجھ لیں کہ قرآن پاک اللہ کی برہان ہے جو قرآن کے ساتھ ہے وہ اللہ کی برہان کے ساتھ ہے اور جو قرآن سے دور ہے وہ اللہ کی برہان سے دور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

﴿ يَآاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴾ [1]

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور اتار دیا ہے۔

اِس وقت قرآن ''برہانِ ربی'' ہے اُس کے ساتھ چمٹنے کی ضرورت ہے ایک حدیث میں قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے لٹکائی ہوئی رسّی بھی قرار دیا گیا ہے جس کی روشنی میں برہان کا معنی مزید واضح ہوجاتا ہے کہ جو شخص قرآن کے ساتھ چمٹ گیا ہے یا جس نے قرآن مجید کو تھام لیا ہے گویا اُس نے اللہ کی رسّی اور اُس کی برہان کو تھام لیا ہے۔

[1] سورة النساء: 174

3 قرآن بیان ہے

قرآن بیان ہے اور بیان کا معنی یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے، اگر نیت صاف ہو تو قرآن کا اسلوب اور قرآن کی غرض و غایت با آسانی نارمل سے نارمل شخص کی سمجھ میں بھی آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (1)

یہ بیان ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت و نصیحت ہے، ڈرنے والوں کے لیے۔

اور اِسی مضمون کو کچھ یوں بھی بیان کیا ہے کہ

﴿طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ۝﴾ (2)

''یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور ایک واضح کتاب کی۔''

اب ضرورت اِس بات کی ہے کہ اِس بیان کو صاحبِ بیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سیرت سے سمجھا جائے جو شخص اِس بیان کو صاحبِ بیان کی زبان سے سمجھنا شروع کر دیتا ہے اُس کی زندگی کی تاریک راتیں بھی روشن ہو جاتی ہیں۔

4 قرآن ہدایت ہے

اور قرآن کی چوتھی صفت یہ ہے کہ یہ ہدایت ہے، جو شخص اِس کو تعصب سے ہٹ کر پڑھنا اور سمجھنا شروع کر دیتا ہے اُس کے لیے رشد و ہدایت کی سب راہیں کھول دی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

(1) سورہ آل عمران: 139 (2) سورۃ النمل: 1،2

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (1)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت آ گئی اور اس کے لیے شفا جو سینوں میں ہوتی ہے۔''

اور یاد رہے! یہی وہ ہدایت ہے کہ جس کے اتارنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور بنو آدم سے کیا تھا اور دُنیا میں بھیجنے کے بعد اِرشاد فرمایا تھا۔

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (2)

''ہم نے کہا سب کے سب اِس سے اُتر جاؤ پھر کبھی اگر تمہارے پاس میری طرف سے واقعی کوئی ہدایت آ جائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو اُس پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی ایسے لوگ غمگین ہوں گے۔''(۲)

بنیادی طور پر یہ قرآن ''ھدیً للناس'' ہے تمام انسانیت کے لیے ہدایت ہے لیکن صحیح طور پر اِس سے وہ لوگ ہدایت پاتے ہیں جو اللہ کی محبت اور اللہ کی جنت کے طلب گار ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے آغاز میں ہی فرما دیا ہے کہ قرآن سے کما حقہ ہدایت لینے کے لیے متقی ہونا بنیادی شرط ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (3)

''یہ کتاب اِس میں کوئی شک نہیں ہے یہ پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔''

(1) سورہ یونس: 57 (2) سورۃ البقرۃ:38
(3) سورۃ البقرۃ:2

اور ہم نے دیکھا بھی ہے جس شخص میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں ہوتی وہ شخص قرآن پاک سے کوئی سروکار نہیں رکھتا بس وہ زیادہ سے زیادہ اِس کو اجر وثواب کی یا مردے بخشوانے والی کتاب سمجھتا ہے اِس کو اپنے لیے ہدایت نامہ نہیں سمجھتا جبکہ یہ کتاب ہدایت نامہ ہے اور ہدایت نامہ اُسی کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے سچی ہدایت کا طلب گار ہے۔

5 قرآن نصیحت ہے

قرآن کی پانچویں صفت یہ ہے کہ قرآن اِس جہان میں سب سے بڑا نصیحت نامہ ہے اگر آپ نے اقوالِ زریں، حکمت کی باتیں اور معرفت کے اصول جاننے ہوں تو اِس کے لیے سب سے شاندار کتاب قرآن مجید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (1)

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت اور سینوں میں پلنے والے روگوں کی شفا آ گئی ہے اور یہ مؤمنوں کے لیے رحمت وہدایت کا باعث ہے۔“

”مَّوْعِظَةٌ“ کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسی نصیحت کہ جس میں خیر خواہی کرتے ہوئے پوری انسانیت کو وعدو وعید کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کے

(1) سورہ یونس: 57

متعلق آگاہ کر دیا ہے، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سدھارنا چاہتا ہے تو اُس کے لیے سب سے بہترین نصیحت یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن ہے۔

6 قرآن نور ہے

قرآن پاک کی چھٹی صفت یہ ہے کہ قرآن اپنے پہلے حرف سے لے کر آخری لفظ تک نور ہی نور ہے جس شخص کو اِس دُنیا میں روشنی چاہیے، نور چاہیے اور چمکتی ہوئی روشن آخرت چاہیے وہ قرآن پاک کے ساتھ چمٹ جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾ (1)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور اتار دیا ہے۔

اِس آیت میں قرآن مجید کی جو صفت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف کو ”نُوْرًا مُّبِيْنًا“ واضح چراغ کہا گیا ہے، یعنی ایک ایسا روشن چراغ اور ایک ایسا واضح نور کہ جس کی روشنی میں خیر اور شر کی دونوں راہیں واضح نظر آتی ہیں۔

سادہ لفظوں میں آپ یوں سمجھ لیں کہ جہاں قرآن ہے، قرآن کی تلاوت ہے، قرآن کا ترجمہ ہے اور قرآن کا پیار ہے وہاں پر ربانی چراغ روشن ہے، وہاں پر اللہ کا نور ہے اور ایسے لوگوں کی تاریک راتیں بھی روشن ہیں اور جہاں پر اللہ کا قرآن

(1) سورۃ النساء: 174

نہیں ہے وہ بظاہر بنگلوں میں رہ لیں اُن جیسی تاریک اور وحشت ناک جگہ کوئی نہیں ہے۔

7 قرآن رحمت ہے

اگر کسی شخص کو اللہ کی رحمت چاہیے اور خصوصی رحمت چاہیے تو اُس کے لیے بھی قرآن ہے کیونکہ قرآن اللہ کی رحمت ہے اور ہمارے لیے باعث رحمت ہے، اِس کا پڑھنا باعث رحمت ہے، اِس کا دیکھنا باعث رحمت ہے، اِس کی محبت باعث رحمت ہے اور قرآن کا ایک ایک حرف ہمارے لیے باعث رحمت ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (1)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت اور سینوں میں پلنے والے روگوں کی شفا آ گئی ہے اور یہ مؤمنوں کے لیے رحمت و ہدایت کا باعث ہے۔"

یہاں پر ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر قرآن سے رحمت لینی ہو یا قرآن کو اپنے لیے باعث رحمت بنانا ہو تو دِل میں ایمان کا ہونا ضروری ہے جیسے جیسے آپ کے دِل میں ایمان بڑھتا چلا جائے گا اور مضبوط ہوتا چلا جائے گا اُسی قدر زیادہ آپ پر اللہ کی رحمتیں برستی جائیں گی۔

(1) سورہ یونس: 57

8 قرآن برکت ہے

آج کل اکثر لوگ برکت لینے کے لیے درباروں پر جاتے ہیں، مزاروں پر جاتے ہیں اور وہاں پر ہر قسم کا شرک کر کے اللہ تعالیٰ سے برکت کی آس اُمید لگاتے ہیں جبکہ یہ ساری چیزیں اللہ کے قہر اور غضب کو اُتارنے والی ہیں اور برکت کا خزانہ اُن کے گھر الماری میں پڑا ہوا ہے، قرآن ایک بابرکت کتاب ہے اور اِس کی تاثیر یہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو تمام طرح کی برکتوں کا حق دار بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾ [1]

"اور یہ کتاب اِس کو ہم نے نازل کیا ہے، یہ بابرکت ہے تم اِس کی پیروی کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اِس آیت میں تین باتوں کا ذِکر ہے۔

1. اِس کتاب کو اُتارنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔
2. یہ کتاب برکتوں کا خزانہ ہے۔
3. اور یہ ساری برکتیں اور رحمتیں صرف اُس کو نصیب ہوتی ہیں جو اِس کتاب کی پیروی کرتا ہے صرف چومنے اور سینے سے لگانے سے برکتیں حاصل نہیں ہوتیں بلکہ برکتوں کے لیے قرآن کے ایک ایک حکم کے پیچھے چلنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

---

[1] سورۃ الانعام:155

مگر افسوس! مسلمان خود کو قرآن کا عاشق بھی کہتے ہیں اور عملی زندگی میں سرعام قرآنی احکامات کی بغاوت بھی کرتے ہیں اور یہی شیطان کا سب سے بڑا دھوکا ہے جو اُس نے مسلمان کو دے رکھا ہے۔

قرآن شریف کے مبارک ہونے کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح بھی کیا ہے۔

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (1)

جو کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے یہ مبارک کتاب ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

ہمارے ہاں مسلمان تاجر حضرات برکت لینے کے لیے قرآن کے تجارتی اصولوں پر عمل نہیں کرتے، دِن رات دکانوں میں بیٹھ کر اسلامی تجارت کے اصولوں کی دھجیاں بکھیرتے ہیں اور پھر دِل کی تسلی کے لیے مدرسے کے طالب علم کو بلا کر سپارے پڑھا لیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

9 قرآن شفا ہے

بیماری روحانی ہو یا جسمانی، قرآن میں یہ صفت ہے، یہ خوبی ہے اور یہ تاثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کی وجہ سے اپنے بندے کو مکمل شفا عطا فرما دیتے ہیں، اِس سلسلے میں ہمارا ایک تفصیلی مضمون ''پہلے پڑھائی، فیر دوائی'' ترجمان الخطیب

(1) سورہ ص: 29

صفحہ نمبر 159 پر موجود ہے لیکن ہم یہاں صرف اختصار سے یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ ادویات کے ساتھ ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کیا کریں اِس میں شفا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (1)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت اور سینوں میں پلنے والے روگوں کی شفا آ گئی ہے اور یہ مؤمنوں کے لیے رحمت و ہدایت کا باعث ہے۔''

دِل کی بیماری بہت خطرناک ہوتی ہے، حسد، تکبر اور لالچ جیسے امراض اِنسان کے دونوں جہان برباد کر دیتے ہیں لیکن جو شخص قرآن کا دوست ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو دِل کی روحانی بیماریوں سے اور دِل کی جسمانی بیماریوں سے مکمل طور پر شفا عطا کر دیتے ہیں۔

اور یہاں پر ایک راز کی بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر قرآن شریف سے جسمانی شفا حاصل کرنی ہو تو پھر قرآن شریف کی تلاوت کریں اور بہت زیادہ کریں، جسمانی شفا کے لیے کثرت شرط ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جسمانی امراض سے بھی شفا عطا کر دیتے ہیں جو قرآن شریف کی تلاوت کثرت کے ساتھ کرتا ہے۔

یاد رہے! جہاں قرآن مجید سے شفا نہیں ہوئی وہاں یہی کمی ہے کہ اُنہوں نے تلاوت تو کی ہے لیکن کثرت کے ساتھ نہیں کی، یہ بہت بڑے راز کی بات ہے اِس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

(1) سورہ یونس: 57

10 قرآن بشارت ہے

قرآن پاک کی دسویں صفت یہ ہے کہ اپنے پڑھنے والوں کو خوشخبریاں دیتا ہے، روشن مستقبل کی ضمانت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جنت کی طرف لے کر جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس صفت کو بیان کرتے ہوئے خود اِرشاد فرمایا ہے:

﴿طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○ هُدًى وَّبُشْرٰي لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○﴾ (1)

’’یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور ایک واضح کتاب کی ہدایت اور بشارت ہے ایمان والوں کے لیے۔‘‘

اور اِسی طرح قرآن کے بشارت ہونے کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کچھ یوں بھی کیا ہے۔

﴿وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ﴾ (2)

’’اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی رہنما اور رحمت اور یہ کتاب اس کو سچا قرار دیتی ہے، عربی زبان میں تاکہ ان لوگوں کو آگاہ کرے، جنہوں نے ظلم کیا اور وہ خوشخبری ہے، نیک لوگوں کے لیے۔‘‘

اور ایک جگہ پر فرمایا کہ قرآن بشیر بھی ہے اور نذیر بھی ہے، یعنی نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبریاں سناتا ہے اور گناہ کرنے والوں کو آگاہ کرتا ہے کہ اگر تم ایسی حالت میں مر گئے تو تمہارا انجام بہت برا ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اِرشاد فرمایا ہے:

(1) سورة النمل:1،2 (2) سورة الأحقاف: 12

﴿کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ○ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ○﴾ (1)

"یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی زبان کا قرآن، ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا، پس ان لوگوں میں سے اکثر نے اس سے اعراض کیا سے پھر وہ سنتے بھی نہیں ہیں۔"

افسوس کی بات ہے وہ کتاب جو قدم قدم پر بشارتیں سناتی ہے اور وہ کتاب جو قدم قدم پر برائی سے بچنے کی تلقین کرتی ہے اُس کتاب کو ہم نے کبھی سمجھنے کے لیے چوبیس گھنٹوں میں سے دس منٹ بھی نہیں نکالے... کیا یہی مسلمانی ہے...؟ کیا مسلمان کو قرآن سے اِسی طرح کا لگاؤ ہونا چاہیے...؟

11 قرآن عزیز ہے

قرآن کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ "عزیز" ہے اور عزیز کے کئی ایک معانی ہیں عزیز کا معنی ہے عزت والی کتاب، عزیز کا معنی ہے غلبے والی کتاب اور عزیز کا معنی ہے مضبوط ترین کتاب۔

اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ چمٹ جانے والا ہر لحاظ سے عزیز بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو عزت دیتے ہیں، غلبہ دیتے ہیں اور اُس کی شخصیت ایک مضبوط شخصیت ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی صفت کا تذکرہ کچھ یوں کیا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالذِّکۡرِ لَمَّا جَآءَهُمۡ وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ○ لَّا یَاۡتِیۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ

(1) حم السجدہ:3،4

تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ﴾ (1)

''جن لوگوں نے اللہ کی نصیحت کا انکار کیا جب کہ وہ ان کے پاس آ گئی اور بے شک یہ ایک غلبے والی کتاب ہے، اس میں باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ حکیم وحمید کی طرف سے اتاری گئی ہے۔''

قرآن پاک کے عزیز ہونے کا ہی کمال ہے بڑے بڑے خطرناک دشمنوں نے اِس کو مٹانے کی کوشش کی، اِس میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی اور اِس پر لوگوں کا اعتماد ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی لیکن وہ کل بھی ناکام ہوئے، آج بھی ناکام ہیں اور قیامت تک ناکام رہیں گے کیونکہ یہ قرآن ''عزیز'' ہے۔

12 قرآن کریم ہے

قرآن کریم کی ایک صفت کریم بھی ہے، کریم کا معنی ہے کرم والا، شرف والا، شان وشوکت والا، اونچے مقام والا اور عزت والا، جو شخص قرآن سے تعلق جوڑ لیتا ہے قرآن مجید اُسے بھی کریم بنا دیتا ہے وہ کرم والا بن جاتا ہے اور اُس پر دونوں جہانوں میں کرم کیا جاتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اِس عظیم صفت کا ذِکر کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ○ وَاِنَّہٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِیۡمٌ ○ اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ○﴾ (2)

(1) سورہ فصلت: 42
(2) سورۃ الواقعۃ: 74، 75

’’میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مواقع کی اور اگر تم غور کرو تو یہ بہت بڑی قسم ہے بیشک یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔‘‘

13 قرآن مجید ہے

قرآن کی تیرھویں صفت ’’مجید‘‘ ہے اور مجید کا معنی ہے بزرگی والا، رتبے والا، بلند و بالا، قرآن مجید کی اِس سے بڑھ کر بزرگی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پاک کلام ہے اور کلام اللہ کی صفت ہے اِس وقت پوری کائنات میں سب سے زیادہ بزرگی والی نعمت وہ اللہ کی پاک کلام ہے اور وہ قرآن مجید ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ (1)

’’قسم ہے بزرگی والے قرآن کی۔‘‘

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بزرگی والی کتاب قرآن مجید کی قسم اُٹھائی ہے اور یہاں پر یہ بات ذہن میں رہے کہ مجید فعیل کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے اور یہ صفتِ مشبہ کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید ہمیشہ سے ہمیشہ تک کے لیے بہت زیادہ مرتبہ والی، شان و شوکت والی اور بزرگی والی عظیم کتاب ہے اور ایک جگہ قرآن پاک کے مجید ہونے کا تذکرہ کچھ یوں بھی کیا ہے۔

﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝﴾ (2)

’’بلکہ وہ قرآن ہے بزرگی والا۔‘‘

(1) سورہ ق: 1 (2) سورۃ البروج: 21

اللہ کی قسم! قرآن حقیقت میں بزرگی والا ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ جو قرآن کے ساتھ چمٹ جاتا ہے ربّ تعالیٰ اُس کو چھوٹی عمر میں شان وشوکت اور بزرگی عطا کر دیتے ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں اُس کی بہت اُونچی شان ہوتی ہے اور لوگ ترس رہے ہوتے ہیں کہ وہ اُن کے لیے دُعا کرے اور اُن کے گھر سے آکر کھانا کھا جائے یہی وہ بزرگی ہے جو قرآن اپنے سچے عالم اور قاری کو عطا کرتا ہے۔

سب سے بڑا محروم کون ہے؟

آپ تو یہی جانتے ہیں کہ محروم وہ ہے جس کے پاس اچھی ڈگری نہیں، یا محروم وہ ہے جس کے پاس اعلیٰ عہدہ نہیں ہے یا محروم وہ ہے جس کے پاس دنیا کا مال و متاع نہیں ہے، ربّ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کے پاس ضرورت کے مطابق رِزق تھا اور وہ اُس پر خوش ہو گیا، ایسا شخص تو کامیاب ہے محروم نہیں ہے بلکہ اصل میں سب سے بڑا محروم وہ ہے جو قرآن سے محروم ہے جو قرآن کی صفات سے محروم ہے جو قرآن کی محبت سے محروم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن والا بن کر قرآن کی صفات کو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

آل رسول اور اہل بیت کے خاص اذکار

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا﴾ [1]

”اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔“

تمہیدی گزارشات

دُنیا میں کہیں بھی شرک ہو، بدعت ہو یا خرافات ہوں، اُن خطرناک گناہوں کو دیکھ کر ایک سچے مسلمان کا دِل بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن اُس وقت ایک سچے مسلمان کی تکلیف اور پریشانی دو چند ہو جاتی ہے جب یہ سارے گناہ نیک پاک لوگوں کا نام لے کر کیے جاتے ہیں۔

ہم نے جب پوری دیانتداری کے ساتھ غور کیا تو ایک نہایت تکلیف دہ حقیقت ہمارے سامنے آئی کہ اِس وقت بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں جس قدر شرک و بدعت ہے اور طرح طرح کی خرافات ہیں یہ سارے دھندے

[1] سورة الأحزاب: 33

نیک پاک لوگوں کے نام لے کر کیے جارہے ہیں، بعض لوگ اپنی زبان سے پاک باز ہستیوں کا نام بڑے فخر سے لیتے ہیں لیکن اُن کی عملی زندگی میں سوائے شرک، بدعت، خرافات اور بے صبری کے کچھ نظر نہیں آتا۔

مثال کے طور پر آپ اپنے ملک پاکستان میں غور فرمالیں کہ جس قدر درباروں پر سجدے کرنے والے لوگ ہیں اور چھلّے، کڑے اور دھاگے پہننے والی پارٹی ہے یہ سارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر سب کچھ کرتے ہیں، حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی کسی قبر پر سجدہ کیا اور نہ ہی اپنی کلائی پہ کبھی کوئی دھاگہ پہنا۔

آج کل پریشانیوں کے حل کے لیے جس نادِعلی کی بات کی جاتی ہے وہ نادِعلی بھی شائد کہ پانچویں یا چھٹی صدی ہجری میں جا کر بنایا گیا تھا، نادِعلی حسن وحسین پڑھتے تھے نہ اُن کے بیٹے زین العابدین پڑھتے تھے اور نہ ہی آگے اُن کے بیٹوں میں سے کسی نے مشکلات کے حل کے لیے اسے پڑھا، بلکہ وہ تو سارے کے سارے اعلیٰ درجہ کے توحید پرست تھے جبکہ اِس وقت حالت یہ ہے کہ لوگوں کو قرآنی اور نبوی اَذکار سے دور رکھ کر نادِعلی کی محبتوں کا گرویدہ بنایا جاتا ہے۔

اسی طرح شہادتِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام لے کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر ہر شان والے صحابی کے ایمان میں شک کیا جاتا ہے، یعنی صحابہ سے براءت کا نعرہ بھی حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں لگایا جاتا ہے جبکہ سچی بات یہ ہے اور سو فیصد سچی بات یہ ہے کہ تمام آلِ رسول اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے تھے اور اعلیٰ درجہ کے توحید پرست تھے۔

آلِ رسول مصائب میں کیا کرتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور آپ کی پاکیزہ آل کی سیرت کو اگر پورے عدل وانصاف کے ساتھ پڑھا جائے تو آپ کو کہیں بھی یہ تذکرہ نہیں ملے گا کہ وہ مشکل کے وقت قبروں سے تبرک لیا کرتے تھے یا وہ مصائب کے حل کے لیے اولیا اور انبیا کو پکارا کرتے تھے یا وہ کسی پریشانی کے حل کے لیے چھلّے، کڑے اور دھاگے پہنا کرتے تھے بلکہ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لے کر آگے حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹوں کی سیرت پڑھ لیں وہ آپ کو اعلیٰ درجہ کے توحید پرست، سنت کے پیروکار اور اہل ذِکر وفکر ہی ملیں گے۔

ایک ضروری اصلاح

ہمارے ہاں صرف ''پنجتن پاک'' کو ہی اہل بیت کہا جاتا ہے، حالانکہ قرآن مجید کے بائیسویں پارے سے پہلے کی آیات اور اِس کی ابتدائی آیات کو تعصب کی عینک اُتار کر پڑھ لیں آپ کو یہ بات واضح ملے گی کہ اللہ تعالیٰ نے صریح الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو اہل بیت قرار دیا ہے اور اِسی طرح آپ کے جتنے مسلمان تایا جان تھے اور آگے سب کے بیٹے بھی آل رسول اور اہل بیت میں شامل ہیں اور اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے اور آپ کی چار بیٹیاں، آگے اُن کے سب بچے آل رسول اور اہل بیت میں شامل ہیں۔

اور پھر یاد رہے صرف ''پنجتن پاک'' نہیں ہیں بلکہ سب تن پاک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پاک ہیں اور یہ سارے کے سارے ہر غمی اور ہر خوشی میں اللہ

تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے اپنی مشکلات کو حل کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اِن کے عقیدے کی طہارت کو قرآن پاک کی آیت میں نہایت تاکید کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے۔

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (1)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔''

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خوب سے خوب تر اسلوب میں اِس سچائی کو واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے تمام اہل بیت کو ہر طرح کی گندگی سے بچا کر رکھا ہے اور انہیں ہر قسم کی غلاظت سے پاک کیا ہوا ہے۔

آپ خود غور فرمائیں! شرک سے بڑھ کر گندگی کیا ہو سکتی...؟ بدعت سے بڑھ کر غلاظت کیا ہو سکتی ہے...؟ اور پھر بے صبری اور سینہ پیٹنے سے بڑھ کر بے دینی اور کیا ہو سکتی ہے...؟

اللہ کی قسم! تمام اہل بیت، تمام آل رسول ہر قسم کے شرک سے پاک تھے وہ اعلیٰ درجہ کے توحید پرست تھے اور صرف ایک در کے سوالی تھے۔

اے عباس رضی اللہ عنہ! اللہ سے عافیت مانگا کرو

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے تایا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر کہا:

(1) سورة الأحزاب: 33

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللّٰهَ

اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیں جس کا میں اللہ سے سوال کیا کروں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو، حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دِنوں کے بعد پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ! اے رسول اللہ ﷺ کے تایا۔

سَلِ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (1)

"اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو دُنیا میں اور آخرت میں۔"

پیارے مسلمان بھائیو! سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے تایا جان ہیں اور آلِ رسول میں آپ کی بنیادی حیثیت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ دُعا سیکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ مسنون دُعا اور مسنون ذِکر سے بڑھ کر کوئی پڑھائی نہیں ہوسکتی اِس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمانے لگے: آپ مجھے کچھ سکھلائیں، مجھے کوئی خزانہ بتائیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا کروں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے تایا جان کو یہ نہیں کہا آپ کو کچھ مانگنے اور سیکھنے کی کیا ضرورت ہے آپ کا میرے ساتھ خونی تعلق ہے اور آپ رشتے

(1) مسند احمد: 1783، جامع الترمذی: 3514

میں میرے تایا جان ہیں آپ کو میری یہ نسبت ہی کافی ہے، اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا بلکہ آپ نے فرمایا: اے تایا جان! اللہ سے مانگا کرو اور عافیت مانگا کرو اور جب کئی دِنوں کے بعد پھر تشریف لائے تو پھر بھی آپ نے یہی اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو، عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے جس شخص کو ایمان کے بعد عافیت نصیب ہوگئی گویا کہ اُس کو اِس دُنیا کا سب سے قیمتی خزانہ مل گیا عافیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مال، جان اور اولاد میں ہر قسم کی آفت اور پریشانی سے بچا کر رکھے۔

اِس صحیح حدیث سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے تایا جان نے آپ ﷺ سے مسنون دُعا سیکھی اور آپ ﷺ نے بھی اپنے تایا جان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑا اور یہی بات اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا﴾ (1)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔''

اے غلام! جب بھی مانگو اللہ سے مانگو

رسول اللہ ﷺ کی آل میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام سرِ فہرست ہے آپ رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ایسے بیٹے ہیں جنہوں نے اپنی نوعمری کا اکثر حصہ

(1) سورة الأحزاب: 33

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور رفاقت میں بسر کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشکلات کے حل کے لیے کئی ایک انمول دُعائیں نقل کی ہیں لیکن یہاں ہم اُس واقعہ کی طرف اِشارہ کرنا چاہتے ہیں جس میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آپ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے ہی محبت بھرے انداز میں اور الفاظ میں اُن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے لڑکے! میں تجھے چند ایسے کلمات سکھلا دیتا ہوں جن سے تجھے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فائدہ عطا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی ایک عقیدے کے پہلو بیان کرنے کے بعد اِرشاد فرمایا:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ (1)

''جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر۔''

پیارے مسلمان بھائیو! آلِ رسول کے عظیم شہزادے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے ساتھ جوڑا اور یہی کہا صرف اللہ سے مانگو اور اللہ ہی سے مدد طلب کرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو کسی کی قبر پر جانے کی تلقین کی ہے نہ اُن کے بازو پہ کوئی تعویذ یا کوئی دھاگہ باندھا ہے اور یہی بات ربّ کا قرآن کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اہل بیت ہر قسم کے شرک سے مکمل پاک ہیں:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (2)

(1) مسند احمد: 2969، جامع الترمذی: 2516

(2) سورۃ الأحزاب: 33

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے محتاج کو مسنون دُعا سکھلائی

آج کل ہمارے معاشرے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے والے بہت زیادہ ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے عقیدے اور آپ رضی اللہ عنہ کی توحید کو ماننے والے بہت تھوڑے ہیں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے مشن کو لے کر آگے بڑھنے والوں کی تعداد بالکل نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ اُمت کو قبروں کی پوجا سے بچانا آپ رضی اللہ عنہ کا مشن تھا، اِسی لیے آپ رضی اللہ عنہ نے ابوالهیاج اسدی رحمہ اللہ کو یہ حکم دے کر بھیجا تھا کہ تجھے جہاں بھی جو قبر زمین سے زیادہ اُونچی نظر آئے اُس کو تو زمین کے برابر کردے۔

اور اِسی طرح آپ کے پاس ایک محتاج شخص آیا اور اُس نے کہا میں بہت بے بس ہوں اور میرے ذمے جو ادائیگی ہے وہ میں نہیں کرسکتا ''فَأَعِنِّيْ'' آپ میری مدد کریں، یعنی ایک سخت محتاج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر اُن سے کچھ تعاون کا سوال کیا، جیسا کہ ہمارے پاس بھی کئی لوگ آکر اسباب کے تحت مال و دولت کا سوال کرلیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ مال دے کر ہمارے ساتھ تعاون کرو اور ممکن ہو تو مالی تعاون بھی کردینا چاہیے کیونکہ شریعت ایک دوسرے کے ساتھ اخلاقی یا مالی تعاون کرنے سے منع نہیں کرتی بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب اُس نے مالی تعاون کا سوال کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے سے ایک ایسا شاندار جملہ کہا کہ جس کو اگر سونے کے پانی سے لکھ دیا جائے تو

تب بھی اُس کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو شخص حق کو سمجھنا چاہتا ہے اُس شخص کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ رشد و ہدایت کا روشن مینار ہے اور اِس جملے میں ہماری ساری دعوت کا خلاصہ موجود ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟

''کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھلا دوں، جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض بھی ہوگا وہ اللہ تجھ سے اُتار دیں گے۔''

اور ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيْرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ اگر تجھ پر ''صِيْر'' پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ تجھ سے ادا کردیں گے۔

پیارے مسلمان بھائیو! یہاں رُک کر چند بنیادی باتیں اچھی طرح سمجھ لیں۔

1 اگر کوئی ضرورت مند آپ کے پاس آئے اور وہ جس قدر غریب، ناواقف اور بے بس کیوں نہ ہو آپ اُس کی بات اور اُس کا دُکھ توجہ سے سُنیں جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آنے والے محتاج شخص کی ضرورت کو پوری توجہ سے سُنا۔

2 سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ضرورت مند کو چھلّہ، کڑا، دھاگہ یا تعویز لکھ کر نہیں دیا اور نہ ہی اُس کو کسی پیارے کی قبر پر جانے کا حکم صادر فرمایا۔

3 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوئی اپنی بنائی ہوئی دُعا، وظیفہ یا پڑھائی بھی بتلا سکتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا بھی نہیں کیا۔

4 بلکہ اُسے کہا کیا میں تجھے ایسی دُعا نہ سکھلاؤں جو دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سکھلائی تھی، یعنی اُس کو مسنون دُعا سیکھنے کی ترغیب دی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اِس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ کوئی دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی دُعا کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

5 اور پانچویں سب سے اہم بات جو سامنے آتی ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی دُعا پر بہت زیادہ یقین تھا، اِسی لیے تو کہا کہ اگر تجھ پر بڑے پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ وہ بھی اُتار دیں گے۔ اللہ اکبر

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پڑھا کر

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ [1]

”اے اللہ اپنے حرام سے بچا کر اپنے حلال سے مجھے کافی ہو جائیں اور اپنے فضل سے اپنے علاوہ ہر کسی سے مجھے بے نیاز کر دیں۔“

پیارے مسلمان بھائیو! اِس دُعا پر غور فرمالیں کس قدر توحید بھری دُعا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک محتاج اور بے بس شخص کو کیسے اللہ کے ساتھ اور مسنون دُعا کے ساتھ جوڑا، اِسی لیے تو اللہ تعالیٰ اہل بیت کے متعلق اِرشاد فرماتے ہیں:

[1] جامع الترمذی:3563

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (1)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔''

آج بھی اگر کوئی شخص بالخصوص مالی معاملات میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی مدد لینا چاہتا ہے تو وہ اِس مسنون ذِکر کو کثرت کے ساتھ، پورے شوق اور یقین کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ بہت جلد اُسے مالی اعتبار سے خوش حال بنا دیں گے۔

لیکن اِس کے لیے یقین کی ضرورت ہے اور شوق کے ساتھ کثرت سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھلائی ہوئی ایک خاص دُعا

ہر شخص اپنی بیٹی سے محبت کرتا ہے اور اپنی طاقت اور ہمت سے بڑھ کر کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو بھی اللہ کے ساتھ جوڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جو میں تجھے نصیحت کرنے لگا ہوں اُس کو توجہ سے سُنو اور صبح وشام کہا کرو

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ (2)

---

(1) سورة الأحزاب: 33

(2) المستدرك للحاكم:1/545، سلسله احاديث صحيحه:227

''اے زندہ ! اے تھامنے والے! میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں ۔
میرے سارے معاملات درست فرما دیں اور آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے
میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔''

پیارے مسلمان بھائیو! اِس دُعا میں بھی اول تا آخر توحید ہی توحید ہے، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذِکر ہے اور اُس سے اُس کی رحمت کا سوال ہے اور اپنی ذات کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی بے بسی ہے اور اللہ کی خدمت میں عرض ہے کہ یا اللہ مجھے کبھی بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو کوئی چھلّہ، کڑا یا دھاگہ پڑھ کر نہیں دیا اور نہ ہی اپنی بیٹی کو کسی قبر سے تبرک حاصل کرنے کی وصیت کی بلکہ اللہ کا ذِکر اور شاندار دُعا سکھلائی ہے اور اپنی بیٹی کو توحید کا خزانہ دیا، کیا ہم نے بھی کبھی اپنی بیٹیوں کو اِسی طرح پیار سے مخاطب کرتے ہوئے مسنون دُعائیں یاد کروائی ہیں...؟

یہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ آل تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی لختِ جگر تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے ساتھ جوڑا اور قرآن بھی اہل بیت کے بارے میں یہی بات کہتا ہے کہ ربّ تعالیٰ نے اِن کو اعلیٰ درجہ کی توحید عطا کی تھی اور شرک و بدعت کی گندگی سے دور رکھا تھا۔

﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا﴾ (1)

(1) سورة الأحزاب: 33

"اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔"

اگر کوئی مسلمان عورت کسی بھی مسئلہ میں پریشان ہو تو وہ اِس مسنون دُعا کو کثرت اور محبت کے ساتھ پڑھے ربّ تعالیٰ اُس کے سارے معاملات بہتر فرما دیں گے۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دُعا سکھلائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آل کو ہمیشہ اللہ سے جوڑا ہے اُن کو دُعائیں یاد کروائی ہیں، اُنہیں اذکار دیے ہیں کسی بھی مشکل یا کسی بھی خوشی میں اُن کو کسی قبر پہ جانے کا نہیں کہا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے نواسے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایسے کلمات سکھلائے اور اُن کے متعلق اِرشاد فرمایا کہ اِن مبارک کلمات کو وتر کی نماز میں پڑھا کرو اور وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ (1)

(1) سنن ابی داؤد:1425

یا اللہ! ہدایت دے مجھے ان میں (داخل کر کے) جن کو تو نے ہدایت دی اور عافیت دے مجھے ان میں (شامل کر کے) جن کو تو نے عافیت دی اور میری سرپرستی فرما ان لوگوں میں جن کی تو نے سرپرستی فرمائی اور میرے لیے برکت فرما ان چیزوں میں جو تو نے عطا کیں اور مجھے بچا ان فیصلوں کے شر سے جو تو نے کیے، اس لیے کہ تو ہی فیصلے کرتا ہے اور تیرے (فیصلے کے) خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا اور یقیناً وہ ذلیل نہیں ہوسکتا جس کا تو دوست بن جائے اور معزز نہیں ہوسکتا وہ جس سے تو دشمنی کرے، تو بہت بابرکت ہے اے ہمارے رب......! اور نہایت ہی بلند

اِس دُعا میں سب خزانے اللہ سے مانگے گئے ہیں، ہدایت کا سوال اللہ سے کیا گیا ہے، عافیت کا سوال اللہ سے کیا، دوستی کا سوال اللہ سے کیا، برکت کا سوال اللہ سے کیا، آفات سے بچاؤ کا سوال اللہ سے کیا اور پھر آخر میں یہ کہا کہ تیری ذات بڑی ہی بابرکت ہے اور بلند وبالا ہے۔

خود غور کرلیں! اِس دُعا میں نہ کسی کا واسطہ وسیلہ ہے اور نہ ہی اللہ کو چھوڑ کر کسی نبی ولی سے کسی نعمت کا سوال کیا گیا یہی وہ اہل بیت کی طہارت ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (1)

"اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔"

(1) سورة الأحزاب: 33

تم دونوں کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں شہزادے بہت زیادہ خوبصورت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی حفاظت کے لیے اور اُن کو نظر بد سے بچانے کے لیے اُن کی کلائی پر کسی قسم کا کوئی دھاگہ نہیں باندھا کرتے تھے بلکہ آپ اُن کو مندرجہ ذیل کلمات پڑھ کر دَم کیا کرتے تھے۔

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّآمَّةٍ (1)

"میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات کاملہ کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے کیڑے مکوڑے اور ہر نظر بد سے۔"

اور ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ یہی دُعا پڑھ کر توحید کے بادشاہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں بیٹوں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو دَم کیا کرتے تھے۔

ہم یہ بات پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ اگر ذِکر کے علاوہ اور دُعا کے علاوہ کسی اور چیز میں قوت اور طاقت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور بالضرور اُس کا رخ کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اپنی آل کو ذِکر اللہ کے ساتھ ہی جوڑا ہے اور اُن کو ہر قسم کے شرک سے لاکھوں میل دور ہی رکھا ہے تب ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (2)

(1) جامع الترمذی: 2060 (2) سورة الأحزاب: 33

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کردے، خوب پاک کرنا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سکھلائی گئی دُعا

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں شامل نہیں کرتا وہ قرآن پاک کی واضح آیات کا انکار کرتا ہے آپ رضی اللہ عنہا کا مقام ومرتبہ اہل بیت میں بہت اُونچا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصی طور پر ایک دُعا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سکھلائی تھی اور اِس دُعا کے کلمات جامعیت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میری عائشہ رضی اللہ عنہا! پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ، مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ، وَاَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِيْهِ لِیْ خَيْرًا۔ (1)

(1) مسند احمد:134/6 "إسناده صحيح"

''اے اللہ! میں آپ سے جلدی ملنے والی اور بعد میں ملنے والی ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا مجھے علم ہے اور جسے میں نہیں جانتا۔ اور میں جلدی ملنے والی اور لیٹ ملنے والی ہر بُرائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جس کا مجھے علم ہے اور جو میں نہیں جانتا اے میرے اللہ! میں آپ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے بندے اور نبی محمد ﷺ نے سوال کیا ہے اور ہر اُس بُرائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جس سے آپ کے بندے اور نبی نے پناہ مانگی ہے، اے میرے اللہ! میں آپ سے جنت کا اور ہر اس بات اور کام جو جنت کے قریب کر دے اُس کا سوال کرتا ہوں اور میں آگ سے اور جو بات اور کام اُس کے قریب کر دے اُس سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میرے حق میں اپنے ہر فیصلے کو بہتر کر دے۔''

اِس پوری دُعا میں بھی صرف اللہ سے سوال ہے اور نعمت کا سوال ہے اور یہ دُعا شروع سے لے کر آخر تک توحید ہی توحید ہے۔

اللہ کے لیے ایسا تو نہ کریں

آج کے خطبے میں ہم صرف یہی فکر دینا چاہتے ہیں کہ جن آل اطہار، آل رسول اور اہل بیت کا نام لے کر ہر قسم کا شرک کیا جاتا ہے وہ اعلیٰ درجے کے اہل توحید تھے اُن کا شرک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا وہ اہل ذِکر تھے اور

غیروں کی پوجا سے ہٹ کر صرف ایک اللہ سے دُعائیں، صدائیں اور التجائیں کرنے والے تھے۔

اِنہوں نے دربار بنائے، نہ مزار سجائے اور نہ ہی چھلّے، کڑے اور دھاگے پہنائے اور نہ ہی اُنہوں نے اپنے مستقبل کو ستارے کے ساتھ معلق کیا، اُن میں سے نہ کوئی نادِ علی پڑھتا تھا اور نہ ہی کوئی امام ضامن باندھتا تھا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُنہیں کا عقیدہ اور منہج نصیب فرمائے اور اِن پاک باز ہستیوں کا نام لے کر جو شرک ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس شرک سے بچا کر توحید پر استقامت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین

هذا ما كان عندى
والله تعالى اعلم بالصواب
ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله
وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

قُل اور قرآن

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴾ (1)

''آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔''

تمہیدی گزارشات

قرآن پاک دُنیا کی واحد کتاب ہے آپ اِس کو جہاں سے پڑھ لیں یہ آپ کے لیے رشد و ہدایت اور خیر و برکت کے سب دروازے کھول دیتی ہے بس اِس کے لیے ایک شرط ہے کہ اِنسان تعصب کی عینک اُتار کر پُورے اِخلاص کے ساتھ اِصلاح کے جذبے سے اِس کی تلاوت اور اِس کے ترجمہ وتفسیر کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

قرآن پاک کا ہر مقام اہمیت کا حامل ہے کوئی آیت بلکہ قرآن مجید کا کوئی لفظ ایسا نہیں جو اہمیت، حدِ درجہ حیثیت اور توجہ کا حامل نہ ہو، لیکن اِس کے باوجود قرآن مجید کے بعض مقامات کو بعض مقامات پر فوقیت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے بعض آیات اور بعض سورتوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اِسی طرح قرآن پاک کی بعض آیات اپنے اسلوب اور زورِ بیان کے لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں،

(1) سورۃ البقرۃ: 111

اُن آیات میں سے آج ہم ایسی آیات کا ذکر کریں گے جن کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری حبیب حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا "قُلْ" آپ کہہ دیں، یہ اسلوب اِس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اِس طرح کا اسلوب پہلی آسمانی کتابوں میں کہیں نظر نہیں آتا ہے اور اِس بات میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صیغہ "قُلْ" کے ساتھ جہاں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے عقیدے اور عمل کے لحاظ سے بہت ہی ضروری اور اہم مسائل کا ذِکر فرمایا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں لفظِ "قُلْ" کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا ہے تو اِس میں آپ کے سامنے چار طرح کے گروہ تھے۔

قرآن میں لفظِ "قُلْ" کے مخاطب کون

بعض آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "قُلْ" آپ کہہ دیں تو آپ کے مخاطب مشرکینِ مکہ ہوتے ہیں، یعنی وہ خطاب ایک لحاظ سے مشرکین کو ہوتا ہے لیکن وہ عمومی اعتبار سے ہر ایک انسان کے لیے توجہ کا لمحہ ہے اور بعض آیات میں جب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں "قُلْ" آپ کہہ دیں تو آپ کے مخاطب اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ ہوتے ہیں، یعنی اصل خطاب اُن کو ہوتا ہے لیکن ایسی آیات سے بھی ہر شخص کو اپنی اِصلاح کا سامان کرنا چاہیے اور اِسی طرح کچھ آیات ایسی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ "قُلْ" کے ذریعے منافقین تک اپنا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں اور اِسی طرح کئی ایک آیات ایسی ہیں کہ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قُلْ" اے میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں، تو آپ کے مخاطب مومنین کی

جماعت ہوتی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے مومن بندوں کو ''قُلْ'' کے اسلوب سے اللہ کا پیغام پہنچایا کرتے تھے۔

''قُلْ'' سے شروع ہونے والی آیات اور سورتوں کی تعداد

غرض کہ جن آیات کے آغاز میں ''قُلْ'' آیا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے بہت زیادہ اہم آیتیں ہیں اور اِیسی آیات کی تعداد پورے قرآن پاک میں (332) ہے اور قرآن پاک کی پانچ سورتیں ایسی ہیں، جن کا آغاز ہی ''قُلْ'' سے کیا گیا ہے، سورت جن، سورت کافرون، سورت اِخلاص، سورت فلق اور سورت الناس اِن پانچوں سورتوں میں سے آخری چاروں ''قُلْ'' بہت زیادہ معروف ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ عظمت وفضیلت والے ہیں اِن کے پڑھنے اور دَم کرنے کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی اِرشادات صحیح احادیث میں موجود ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت داری کی اِنتہا

پھر آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت اور امانت کے حوالے سے غور فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے الفاظ میں اپنی طرف سے ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں کیا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ نے ''قُلْ'' کہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ''قُلْ'' ہی فرمایا ہے یہ نہیں کہا کہ '' اَقُوْلُ '' میں کہتا ہوں بلکہ وہی لفظ اُمت تک پہنچایا جس لفظ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطاب فرمایا ہے، ''قُلْ'' آپ کہہ دیں۔

حق کو پانے کے لیے

قرآن کا طالبِ علم ہونے کی حیثیت سے میں اِس حقیقت کو بھی کھول دینا

چاہتا ہوں کہ اِنسان کا تعلق کسی مذہب سے بھی ہو یا کسی مسلمان کا تعلق کسی جماعت سے بھی ہو اگر وہ پوری دیانت داری اور انصاف کے ساتھ قرآن پاک کی ایسی آیات پر غور وفکر کر لے کہ جن کا آغاز "قُلْ" سے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ہدایت کے سب دروازے کھول دیتا ہے۔

میں اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص "قُلْ" سے شروع ہونے والی آیات پر غور کر لے تو وہ کبھی شرک نہیں کرسکتا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ذات میں غلو کرسکتا ہے۔ اِس وقت گمراہی صرف نافرمانی کی نہیں بلکہ حد درجہ مبالغہ آمیزی اور غلو نے بھی بڑے بڑے عبادت گزاروں اور نیک لوگوں کو بُری طرح گمراہ کیا ہوا ہے۔ آیئے آج میں آپ کے سامنے بالخصوص "قُلْ" سے شروع ہونے والی اُن چند آیات کا ذِکر کرتا ہوں جن کا تعلق عقیدہ توحید ورسالت کے ساتھ ہے، کیونکہ جس شخص کا عقیدہ توحید مضبوط نہیں یا جس شخص کا عقیدہ رسالت صحیح نہیں اُس کو کلمہ پڑھنے کا بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

"قُلْ" آپ کہہ دیں اصل ہدایت کون سی ہے

اور یاد رکھو اصل ہدایت وہی ہے جو اللہ نے نازل کی ہے، اگر لوگوں کی باتوں کے پیچھے یا زمین پر گھڑی گئی ہدایت کو اپناؤ گے تو بُری طرح گمراہ ہوجاؤ گے اللہ تعالیٰ نے پہلے پارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے کیا خوب اِرشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ (1)

”آپ کہہ دیں بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور اگر آپ نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی آپ کے پاس علم آجانے کے بعد تو آپ کو اللہ سے چھوڑانے والا کوئی ولی اور مددگار نہیں ہوگا۔“

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو اِس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ یہودی اور عیسائی کسی صورت بھی آپ سے خوش نہیں ہو سکتے، چاہے آپ اِن کی ہزار باتیں مان لیں اِن کے دِل میں تمہارا بغض اور حسد اِس قدر زیادہ بھرا ہوا ہے کہ یہ لوگ تم پر کبھی خوش نہیں ہوں گے سوائے اِس کے کہ آپ اِن کے پیچھے چلنا شروع کر دیں اور اِن جیسے کاموں پر چل نکلے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا یہودیوں اور عیسائیوں کا کلچر ہدایت نہیں، اِن کی ثقافت اور اِن کا رہن سہن نمونہ نہیں بلکہ ہدایت تو وہ ہے جس کو اللہ نے حضرتِ محمد ﷺ کے سینے پر نازل کیا ہے اور آپ نے اُس امانت کو پوری دیانت کے ساتھ اُمت تک پہنچا دیا ہے۔

سامعین کرام! کسی مولوی اور کسی پیر کو ہدایت گھڑنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اپنی طرف سے حلال وحرام بنانے کی ضرورت ہے شریعت اور ہدایت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے نازل کر دی ہے آپ ﷺ کی بھی ذمہ داری یہی تھی اور آپ کے بعد آپ کے وارث علمائے کرام کی بھی یہی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل

(1) سورة البقرة:120

کردہ ہدایت کو لوگوں تک پہنچا دیں، آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اُٹھا کر کہہ دیا تھا کہ میں آج کے بعد شہد نہیں پیوں گا تو اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت فرما یا دیا:

﴿ يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (1)

''اے نبی! جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ اُسے حرام کیوں ٹھہراتے ہیں آپ اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتے ہیں اللہ بہت زیادہ معاف کرنے ولا ہمیشہ رحم کرنے والا۔''

یقین مانیں میں ربّ کو گواہ بنا کر پورے رسوخ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر آج مسلمان اِن دو آیات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اِس پر عمل کر لیں اور عزم کر لیں کہ ہم نے اللہ کی ہدایت کو آگے پہنچانا ہے، اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرنی تو فرقہ واریت کے سارے بت ٹوٹ سکتے ہیں اور اتحاد و اِتفاق کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

اور یاد رکھو! نرے عشق کے دعوے کرنے سے انسان ہدایت یافتہ نہیں ہوتا دعوے تو پہلی قومیں بھی بہت زیادہ کرتی تھیں کہ ہمارے علاوہ کوئی جنت نہیں جا سکتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔

﴿ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ (2)

''آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔''

(1) سورہ تحریم:1

(2) سورۃ البقرۃ: 111

"قُلْ" اور عقیدہ توحید

اللہ تعالیٰ کی توحید کی تین اقسام ہیں، توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماوصفات، اِن تینوں اقسام کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کیا ہے اور کئی جگہ پر اِن سے قبل "قُلْ" بھی آیا ہے: اے میرے حبیب ﷺ آپ کہہ دیں اِس کائنات کا خالق، مالک اور قابض اللہ ہے اور اِسی طرح یہ بھی کہہ دیں کہ اللہ بڑی عظیم صفاتِ باکمال کا مالک ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر توحید الوہیت سے قبل جن جن آیات میں "قُلْ" آیا ہے اُن کا ذِکر آپ کو سنایا جائے کیونکہ توحید ربوبیت کو مکہ کے مشرک بھی مانتے تھے البتہ وہ توحید الوہیت میں، یعنی اللہ کی عبادت میں غیروں کو بھی شریک کرتے تھے، یعنی عبادت اللہ کی بھی کرتے ہیں لیکن اِس کے ساتھ ساتھ غیروں کو پکارنا، غیروں کی پناہ میں آنا اور اللہ کے علاوہ غیروں کی نذر و نیاز دیتے ہوئے غیراللہ کے نام کے جانور ذبح کرنا اُن کا بدترین شرک تھا۔

"قُلْ" اور توحید فی الدعاء

اللہ تبارک وتعالیٰ نے "قُلْ" کی تلوار سے کیسے اِس شرک کا خاتمہ کیا اور توحید الوہیت کو بیان کیا آپ اِس کا اندازہ چند آیات سے لگا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا﴾ (1)

"آپ کہہ دیں صرف میں اپنے پروردگار کو ہی پکارتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

(1) سورۃ الجن: 20

دُعا عبادت ہے، بلکہ ایک روایت کے مطابق دُعا ہی عبادت ہے اِس عبادت میں کسی نبی ولی کو شریک کرنا شرک ہے اور رسول اللہ ﷺ نے "قُلْ" کہہ کر اِس عقیدے کو واضح کر دیا کہ میں صرف ایک اللہ کو پکارتا ہوں اور اپنی اِس پکار میں کسی غیر کو اُس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

آپ نے "قُلْ" کہہ کر لوگوں تک اللہ کا پیغام بھی پہنچایا ہے اور خود بھی ساری زندگی غمی اور خوشی میں اللہ ہی سے دُعا کی ہے یہاں ایک بات یاد رکھیئے کہ بعض لوگ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں تم بیوی کو پکارتے ہو یا فلاں افسر کو پکارتے ہو، یہ بھی تو غیر اللہ کو پکار رہے، حالانکہ روزمرہ کے معاملات میں ایک دوسرے کو خیر پہنچانے میں بلانا اور پکارنا یہ دین کا حکم ہے چہ جائے کوئی عالم اُٹھ کر اِس طرح کے حیلوں بہانوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو شرک سے دُعا میں مبتلا کر دے ہمارا سوال یہ ہے کہ کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یا علی مدد کا نعرہ لگایا تھا؟ یا حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں اپنے باپ کو مدد کے لیے پکارا تھا؟۔

جب اہل بیت اور سب نیک پاک لوگ صرف ایک اللہ سے دُعا مانگتے تھے تو ہمیں بھی مشکل اوقات میں ایک اللہ کو ہی پکارنا چاہیے۔

"قُلْ" اور توحید فی العبادت

جتنی بھی مالی، بدنی اور قولی عبادات ہیں یہ صرف خالص اللہ کے لیے ہونی چاہمییں اور اِن عبادات میں کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیے، عبادات میں بھی توحید ہو اور اِسی بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے "قُلْ" کہہ کر کروایا ہے، اے میرے حبیب ﷺ

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (1)

''آپ کہہ دیں بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار اللہ کے لیے ہے۔''

ہر مسلمان کا سجدہ، رکوع اور قیام صرف اللہ کو ہونا چاہیے جو شخص غیر اللہ کو سجدہ یا رکوع کرتا ہے تو وہ اِس عبادت میں شرک کرتا ہے اور ہمارے ہاں تو اکثر بے دین اور دنیادار لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ علما کو ملتے وقت بہت زیادہ جھک جاتے ہیں، عاجزی اور جھکنے کی کیفیت بالکل رکوع جیسی ہوتی ہے، اِس عمل سے بھی بچنا چاہیے اور اِسی طرح قبر والوں کے نام کے جانور چھوڑنا اور قبر والوں کی خوشنودی کے لیے جانور ذبح کرنا یہ سب چیزیں سراسر عقیدہ توحید کے منافی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ''قُلْ'' کہہ کر اپنے نبی کو اِس بات کا حکم دیا ہے کہ آپ خود فرما دیں اور اپنی اُمت کو سمجھا دیں کہ وہ عبادات میں شرک سے بچتے ہوئے اپنی عبادات کو اللہ کے لیے خالص کر لیں۔

''قُلْ'' اور صرف اللہ کی پناہ میں

عرب میں شرک کی ایک بدتر قسم یہ بھی تھی کہ جب وہ کسی علاقے، صحرا یا جنگل میں پڑاؤ ڈالتے تو وہ خود کو وہاں کے بڑے جن کی پناہ میں دیتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ جب ہم اپنے آپ کو کسی علاقے کی پری یا جن کی پناہ میں دے دیں گے تو پھر ہمیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

(1) سورة الأنعام: 162

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "قُلْ" کے ساتھ حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

﴿ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (1)

"آپ کہہ دیں ہر چیز کی بادشاہی کس کے ہاتھ میں ہے وہی پناہ دیتا ہے اور اُس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی اگر تم جانتے ہو۔"

جب ہر چیز کی بادشاہت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو ہر چیز پر کنٹرول بھی اُسی کا ہے تو پھر اُسی کی پناہ میں آنا چاہیے اور ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے کہا

﴿ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴾ (2)

"آپ کہہ دیں بلاشبہ مجھے اللہ سے کون پناہ دے گا اور اُس کے سوا میں ہرگز کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا۔"

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مجھے اللہ کے سوا پناہ دینے والا کوئی نہیں تو پھر یہ دنیا والوں نے غوث، قطب، ابدال اپنی طرف سے کیوں بنا لیے ہیں اور وہ خود کو اِن کی پناہ میں کیوں دیتے ہیں؟ اللہ کی قسم اگر کسی علاقے میں کسی نے قطب یا مجذوب بننا ہوتا تو سب سے پہلے ایسے عہدے اور کمالات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور سلف صالحین کو دیئے جاتے، جبکہ خیر القرون میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک حکم دیا۔

(1) سورة المؤمنون: 99 (2) سورة الجن: 22

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (1)

''آپ کہہ دیں بھلا بتاؤ تو اگر اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہے اُن کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحمت کرے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟۔''

یقین جان لیں شرک کی یہ قسم جاہل قسم کے لوگوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے، وہ پیروں فقیروں سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اور وہ اپنے معاملات کو سدھارنے کے لیے غوث، قطب اور ابدال کی پناہ میں دینا اپنے آپ کو بہت زیادہ ضروری سمجھتے ہیں اکثر جاہل لوگوں کا عقیدہ ہے کہ زمین میں قلندر ہوتے ہیں جن کا حکم اور جن کی طاقت زمین کے خطوں پر نافذ ہوتی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون

جبکہ قرآن کے چاروں ''قُلْ'' پڑھ کر دیکھ لیں کہ نبی ﷺ سمیت سچے توحید پرست کس طرح اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے ہیں۔

''قُلْ'' کے ذریعے آپ ﷺ کی حیثیت اور عظمت

جہاں ''قُلْ'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وعظمت اور توحید کا تذکرہ کیا ہے وہاں کلمہ ''قُلْ'' کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی عمومی رسالت اور نبوت کا چرچا بھی کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے حبیب ﷺ!

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (2)

(1) سورة الملك: 29

(2) سورة الاعراف: 158

''آپ کہہ دیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

آپ پوری انسانیت کے رسول ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری انسانیت کے لیے ہدایت کا چراغ بنا دیا ہے تو آپ کے بعد کسی نبی اور کسی رسول کی قطعی طور پر کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ''قُلْ''

آپ کی عمومی رسالت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی اتباع اور پیروی کا ذِکر بھی اِسی کلمہ ''قُلْ'' کے ساتھ کیا گیا اور فرمایا: اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (1)

''آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت بھی کرے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور اللہ بہت زیادہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ کی محبت اور اُس کی بخشش کو پانے کے لیے ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی، ہر مسلمان دِل کی خوشی سے صبح اُٹھنے سے لے کر سونے تک اپنے تمام معمولات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق کرے۔

(1) سورہ آل عمران: 31

ہمارے مذہبی حلقے میں ایک بہت بڑی غفلت ہے کہ ہم آپ کی بعض اداؤں کو تو بڑی شدت کے ساتھ اپناتے ہیں اور اُن کو اپنانے میں جنگ وجدل تک بھی پہنچ جاتے ہیں لیکن اِن سے زیادہ اہمیت کی حامل آپ کی سنتوں کو ہم سِرے سے چھوڑ ہی دیتے ہیں جو کہ سراسر بے برکتی کا سامان ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ہر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسئلہ بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ”قُلْ“

ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند میں نور و بشر کا مسئلہ بہت زیادہ مشہور ہے بعض احباب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نورِ مجسم سمجھتے ہیں جبکہ اُن کے پاس اِس نظریہ کی کوئی ایک صحیح دلیل بھی قرآن وحدیث سے موجود نہیں ہے، جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے شرعی الفاظ کے ساتھ اِس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنس کے لحاظ سے بشر ہیں، لیکن شان وشوکت اور مقام ومرتبہ کے لحاظ سے سیدُ البشر ہیں، پندرھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو بڑے واضح اور صریح تناظر میں بیان کیا ہے کہ کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ہم آپ پر اُس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے چشمے جاری نہیں کریں گے اور آپ کے لیے ایسے باغات نہیں ہوں گے جن میں چشمے جاری ہوں اگر آپ یہ نہیں کر سکتے ہو تو پھر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرادو یا فرشتوں کو ہمارے سامنے پیش کر دو یا آپ کے لیے سونے کا گھر ہو یا آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں۔

جب کفار نے ایسی باتیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (1)

''آپ کہہ دیں میرا پروردگار پاک ہے میں صرف بشر رسول ہوں۔''

یعنی میرا رب یہ سارے کام کرنے پہ قادر ہے اور وہ کرتا ہے میں تو صرف ایک بشر ہوں اور شان میری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سر پر رسالت کا تاج رکھ دیا ہے اور اسی طرح سورۃ الکہف کے آخر میں بھی ''قُلْ'' کے ساتھ مسئلہ بشریت کو واضح کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (2)

''آپ کہہ دیں میں صرف تمہاری طرح کا بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے صرف تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے جو اپنے پروردگار کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہو وہ ضرور نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

اِن واضح آیات کو پڑھ سُن کر بھی جو لوگ نور بشر کا جھگڑا اڈا لیتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں وہی عقیدہ رکھنا چاہیے جو قرآن کی آیات میں صراحت سے موجود ہے، آپ جنس کے اعتبار سے بشر ہیں اور شان کے اعتبار سے سیدُ البشر اور نورِ ہدایت ہیں۔

(1) سورۃ الإسراء: 93 (2) سورۃ الکھف: 110

اختیارِ کل اور "قُلْ"

محبت وہی کام کی ہے جو قرآن کے تابع ہے ورنہ پہلے کئی لوگ صرف اِس لیے گمراہ ہو گئے کہ وہ اپنے نبیوں، رسولوں اور ولیوں کے بارے میں حد درجہ مبالغہ آمیزی اور غلّو سے کام لیا کرتے تھے، اِسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری ذات کے معاملہ میں عیسائیوں کی طرح حد سے نہ بڑھنا، میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں، مجھے عبداللہ اور رسول اللہ کہو... لیکن افسوس کہ اُمت نے رسول اللہ ﷺ کے اِس فرمان کا ذرہ بھر بھی پاس نہ رکھا اور آپ کی شان میں غلّو کرتے ہوئے عیسائیوں سے بھی آگے بڑھ گئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی ذات کے متعلق اِختیارِ کل کا ذِکر کرتے ہوئے اپنے آخری حبیب ﷺ کو "قُلْ" کے ساتھ حکم دیا اور فرمایا:

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (1)

"آپ کہہ دیں میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں صرف اُس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے آپ کہہ دیں کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہے؟ کیا تم غور وفکر نہیں کرتے ہو۔"

(1) سورة الأنعام: 50

مجھے بتلائیں اگر انسان تعصب کا شکار نہ ہو تو کیا یہ آیت پڑھ اور سُن کر بھی کوئی رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ ذات کے متعلق مبالغہ آمیزی کر سکتا ہے....؟

آپ ﷺ نے خود چار باتیں فرمائی ہیں اور ہمیں بھی اِنہیں باتوں کے مطابق اپنا عقیدہ بنانا چاہیے اور مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب ﷺ!

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (1)

"آپ کہہ دیں میں اپنی ذات کے نقصان اور فائدے کا مالک نہیں ہوں مگر جو ربّ چاہے ہر اُمت کے لیے ایک وقت مقرر ہے جب اُن کا مقرر وقت آجائے گا تو نہ وہ ایک گھڑی پیچھے ہوں گے اور نہ آگے۔"

اور اِس سے بھی واضح آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (2)

(1) سورہ یونس: 49 (2) الأعراف: 199

''آپ کہہ دیں میں اپنی ذات کے نقصان اور فائدے کا مالک نہیں ہوں مگر جو ربّ چاہے اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر لیتا اور مجھے تکلیف نہ چھوتی میں صرف ایمان والی قوم کے لیے آگاہ کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔''

میں اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ اِس وقت صرف لوگوں میں تعصب، ضد، ہٹ دھرمی اور فرقہ واریت اِس قدر سرایت کر چکی ہے کہ وہ عملی طور پر قرآن پاک کی واضح آیات کو ٹھکرانے پر تُل گئے ہیں ورنہ اِن آیات کو سمجھ کر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک کے متعلق غلو کر ہی نہیں سکتا۔

پردے کا حکم اور ''قُلْ''

قرآن پاک میں عقیدہ توحید ورسالت کے بعد درجنوں ایسے اہم احکامات ہیں کہ جن کا تذکرہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''قُلْ'' کہہ کر فرمایا ہے اور اِس کی وجہ صرف اور صرف اُن احکامات کی اہمیت، حیثیت اور عظمت کو واضح کرنا ہے۔

اِس وقت تقریباً پورا مسلم معاشرہ بے پردگی کا شکار ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ''قُلْ'' کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴾ (1)

(1) سورة الأحزاب: 59

''اے نبی! آپ اپنی ازواج کواور اہل ایمان کی عورتوں کو کہہ دیں کہ وہ اپنے اُوپر اپنی بڑی چادریں لٹکا کر رکھیں یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور تکلیف نہ دی جائیں اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔''

لیکن افسوس! کہ آج اہلِ ایمان کی اکثر مائیں بہنیں اور بیٹیاں پردہ نہیں کرتیں بلکہ مخالفت کرتے ہوئے، بناؤ سنگھار کرتے ہوئے کھلے منہ میک اپ کے ساتھ بازاروں کی زینت بنتی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ اور یہاں پر دو باتیں اور بھی سمجھ لیں

1 وَبَنٰتِكَ سے واضح معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ایک نہیں تھی بلکہ کئی تھیں، صحیح احادیث اور شیعہ حضرات کی مستند کتابوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد چار ہے اور اُن کے نام زینب، رقیہ، اُمِ کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔

2 آج کل کئی ٹی وی اسکالر کہتے ہیں کہ پردہ دِل کا ہوتا ہے چہرے کا کوئی پردہ نہیں، سب مسلمان آپس میں بہن بھائی ہیں، احترام اور حیاء دِل میں ہوتا ہے، جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں اُن کو یہ جان لینا چاہیے کہ اُن کی عقلوں پر پردہ پڑ چکا ہے، رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو صحابیات رضی اللہ عنہن پردہ کیا کرتی تھیں وہ کائنات کی سب سے زیادہ پاک دامن عورتیں تھیں اور وہ پاک دامن عورتیں اُن مردوں سے بھی پردہ کرتی تھیں جو کائنات کے سب سے زیادہ پاک باز لوگ تھے۔ رضی اللہ عنہم

اللہ کے بندو! جب کائنات کی سب سے زیادہ پاک دامن عورتوں نے کائنات کے سب سے زیادہ پاک باز مردوں سے پردہ کیا تو ہم کس باغ کی مولی ہیں؟ ہمارے معاشرے میں تو ہر دوسرا شخص شرم و حیاء سے عاری اور عورتوں کا شکاری ہے۔

"قُلْ" اور عقیدہ آخرت

اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے آخرت کے اہم ترین عقیدے کو بھی "قُلْ" کے ساتھ بیان کیا ہے، جب آخرت کے منکروں نے یہ بات کہی کہ اِن بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ کون زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾ (1)

"آپ کہہ دیں اُس کو وہی ذات زندہ کرے گی جس نے اُس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر پیدا کی گئی چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

یعنی جو اللہ پہلی دفعہ عدم سے وجود عطا کرسکتا ہے وہی ربّ بوسیدہ ہڈی کو بھی دوبارہ زندہ کرنے پر پورا قادر ہے۔

سامعین حضرات! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے قرآن پاک سے لفظِ "قُلْ" سے شروع ہونے والی چند آیات کا مختصر تذکرہ کیا ہے اور اگر کوئی شخص پوری

(1) سورہ یس: 79

دیانت داری کے ساتھ قرآن پاک میں لفظ " قُلْ " سے شروع ہونے والی آیات کا مطالعہ کر لے تو جہاں اُس کو عقیدہ توحید وسنت کی پختگی نصیب ہوگی وہاں وہ شخص کئی ایک بنیادی احکامات کو بھی اچھی طرح جان لے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن کا طالبِ علم بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو قرآن پاک کی اِن اہم ترین آیات کو سمجھ کر دُنیا وآخرت کی سب سعادتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

طاقتور ذکر کون سا ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (1)

''وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا بے شک لوگوں نے تمہارے لیے (فوج) جمع کرلی ہے، پس اُن سے ڈرو، تو اِس بات نے اُنہیں ایمان میں اور زیادہ کر دیا اور اُنہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے تو وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے، اُنہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور اُنہوں نے اللہ کی خوشنودی کی پیروی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے، یہ تو شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، پس تو اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔''

(1) سورۃ ال عمران:175

تمہیدی گزارشات

چند دِن قبل ایک سوال کیا گیا کہ سب سے طاقتور ذِکر کون سا ہے؟ یہ سوال ہر اعتبار سے بہت زیادہ اہم تھا، میں یہ چاہتا ہوں کہ آج کے خطبہ میں قدرے تفصیل کے ساتھ اِس کا جواب آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔

کیونکہ جب تک اِس جیسے اہم سوالوں کو حل نہیں کیا جائے گا مسلمانوں کی اُلجھنیں کبھی ختم نہیں ہوں گی، لہٰذا آج کے خطبہ میں اِس اہم سوال کا جواب پوری توجہ سے سماعت فرمائیں۔

سب سے پہلی بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ ذِکر ہوتا ہی طاقتور ہے، اللہ اور اُس کے رسول کا بیان کردہ کوئی ذِکر بھی ایسا نہیں جو طاقت، قوت اور فوائد سے خالی ہو، اللہ اور اُس کے رسول کے بتلائے ہوئے تمام اَذکار میں خیر ہی خیر ہے، آپ احباب ذِکر کی طاقت، قوت اور حیثیت کا اندازہ مسند احمد، جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ کی صحیح حدیث سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دِین اسلام میں نیک اعمال اور عبادات کرنے کے طریقے بہت زیادہ ہیں لیکن آپ مجھے کوئی ایک خاص نیک عمل ایسا بتلا دیں جس کو میں مضبوطی کے ساتھ تھام لوں اور میرے دونوں جہان روشن ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ نے سائل کے اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (1)

”تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذِکر سے تر رہے۔“

(1) مسند احمد:17698، جامع الترمذی:3375، سنن ابن ماجہ:3793

یعنی رسول اللہ ﷺ نے عبادات اور نیک اعمال کرنے والے شخص کے لیے ذِکر کا انتخاب کیا تھا جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرف واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے ذِکر میں بہت زیادہ طاقت، قوت اور خیر ہے۔

اور اِسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری پہر میں کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: اے صحابہ رضی اللہ عنہم:

اُذْكُرُوا اللّٰهَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ (1)

”اللہ کا ذِکر کرو، اللہ کا ذِکر کرو۔“

موت اپنی سختیوں کے ساتھ آ رہی ہے اور قیامت بھی قریب ہے کہ جب دِل سختی سے کانپ اُٹھیں گے۔

اِس حدیث سے بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ کے ذِکر میں بہت زیادہ طاقت ہے اور کوئی ذِکر بھی ایسا نہیں جس میں قوت اور طاقت نہ ہو، لہٰذا جس بھائی کا یہ سوال ہے کہ کون سا ذِکر طاقت ور ہے؟ وہ تمہیدی طور پر اِس حقیقت کو اچھی طرح جان لے کہ کوئی بھی ذِکر طاقت، قوت اور فوائد سے خالی نہیں ہے۔

اور یقین جانیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے درجنوں لوگوں کو دیکھا ہے اور درجنوں لوگوں نے ہمیں کال فون پر بتلایا ہے کہ ہم نے جب سے ذِکر الٰہی کی طرف توجہ کی ہے ربّ تعالیٰ نے ہمیں خیر و برکت کے کئی خزانے عطا کیے ہیں اور اِس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کے ذِکر میں بہت طاقت ہے۔

(1) جامع الترمذی: 2457

ذِکر کی طاقت دو طرح سے ہوتی ہے

یہاں پر ایک اور حقیقت اچھی طرح سمجھ لیں کہ ذِکر کی طاقت دو طرح کی ہوتی ہے۔

① نقد.... یعنی جیسے ہی آپ نے پڑھائی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے فی الفور آپ کے مسئلہ کو حل کر دیا، جو خوشی آپ نے مانگی تھی عطا کر دی اور جس نقصان سے آپ بچنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس نقصان سے بچا لیا ہے، ایک صورت تو یہ ہے کہ فوری طور پر انسان کو اُس کی مراد مل جائے۔

② حکمت کے پیشِ نظر تاخیر.... اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ ذِکر بڑے یقین اور بڑی پابندی سے پڑھا ہوتا ہے لیکن آپ کو نتیجہ نہیں ملتا، بظاہر آپ کو اپنا مقصد حاصل نہیں ہوتا تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ذِکر میں طاقت نہیں ہے یا ذِکر کی طاقت ختم ہو چکی ہے بلکہ یہاں پر اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی کبھار کسی حکمت کے پیشِ نظر اپنے بندے کو بھلائی تھوڑی دیر کے بعد عطا کرتے ہیں یا اُس کے عوض کوئی اور بھلائی عطا کر دیتے ہیں۔

اِس لیے ذِکر سے کبھی مایوس نہ ہوں، ذِکر الٰہی میں طاقت ہی طاقت ہے، قوت ہی قوت ہے، خیر ہی خیر ہے، پورے شوق اور یقین سے اللہ کا ذِکر کرتے رہیے، بہت جلد آپ کنارے لگ جائیں گے اور آپ کو آپ کی بلند منزل مل جائے گی۔

بظاہر نا کامی حقیقت میں کامیابی

یہاں ایک اور بات بھی اچھی طرح جان لیں کہ جو لوگ ذِکر کرتے رہتے ہیں مگر اُن کو اولاد نہیں ملتی، وہ ذِکر کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کو شفا نہیں ملتی یا وہ بہت زیادہ ذِکر کرتے ہیں لیکن اُن کو اپنی مراد اور کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو ناکام ہی رہے، نامراد ہی رہے ہمیں تو ذِکر نے کوئی فائدہ ہی نہیں دیا ہمارا پڑھنا پڑھانا بے کار گیا.... اِیسی سوچ سو فیصد غلط ہے آپ ذِکر کرتے رہے ہیں لیکن آپ کو مطلوبہ کامیابی نہیں ملی تو اللہ کی قسم! اِس کے باوجود آپ جیسا کامیاب کوئی نہیں ہے کیونکہ آپ نے اللہ کی راہ کو نہیں چھوڑا، اللہ کے ذِکر کو نہیں چھوڑا، اللہ سے غدّاری اور بے وفائی نہیں کی، اِس سے بڑھ کر اور کامیابی کیا ہو سکتی ہے....؟

ناکام تو وہ ہیں جو گِلے کرتے رہے، نامراد تو وہ ہیں جو شرک کی راہ پر چل نکلے اور اپنے دونوں جہان برباد کر بیٹھے، سلام ہے اُن لوگوں پر، خوش نصیبی ہے اُن حضرات کے لیے جو بظاہر کامیابی نہ ملنے پر بھی اپنے اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور پورے یقین سے ذِکر کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے اللہ کے محبوب اور وفادار بندوں میں اپنا نام لکھوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

جادُوگروں والی سوچ چھوڑ دیں

ہم نے اپنی زِندگی میں کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ذِکر فکر والے ہوتے ہیں لیکن اُن کی سوچ بڑی نکمی، گھٹیا اور ردّی ہوتی ہے، بالکل وہ جادُوگروں والی سوچ رکھتے ہیں وہ ذِکر کے ذریعے لوگوں کو مسخر کرنا چاہتے ہیں، لوگوں کے دِلوں پر حکومت

کرنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہر چیز ہمارے تابع ہو اور ہم جیسے مرضی چاہے تصرّف کریں، جبکہ یہ سوچ بالکل بازاری اور جعل ساز عاملوں والی ہے۔ اِس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے کہ بندہ ساری زِندگی اِسی کام میں برباد کر لے کہ محبوبہ میرے قدموں میں کیسے آسکتی ہے مٹی کے ڈھیلے کو میں گڑ کیسے بنا سکتا ہوں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون

سوال کرنے والے نے اگر اِس سوچ سے پوچھا ہے کہ سب سے زیادہ طاقتور ذِکر کون سا ہے تو اُس کو اپنی سوچ بدلنی چاہیے اور یہ جان لینا چاہیے کہ لوگوں کو مسخر کرنے کے لیے اعلیٰ کردار اور اچھے اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے، کالے علم اور نوری علم کے چکروں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ذِکر کی اصل طاقت کیا ہے...؟

ذِکر کی اصل طاقت یہ ہے کہ آپ شیطانی اثرات سے بچ جائیں اور اِسی طرح آپ جسمانی نقصانات سے بھی محفوظ رہیں اور اِس کے لیے آپ جو بھی ذِکر کریں گے آپ کو وہ ذِکر فائدہ دے گا اور اُس میں یہ طاقت ہو گی کہ وہ آپ کو شیطانی اثرات اور جسمانی نقصانات سے بچائے گا۔

لیکن یہاں پر اِس حقیقت کو بھی سامنے رکھ لیں کہ کبھی کبھار اَذکار کرنے کے باوجود بھی شیطان کا دباؤ ہو جاتا ہے اور اِنسان کا مالی جانی نقصان ہو جاتا ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ذِکر میں طاقت نہیں رہی بلکہ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذِکر کی طاقت کی وجہ سے چھوٹی آزمائش میں ڈال کر بڑی آزمائش سے بچا لیا ہے۔

ذِکر کو طاقتور بنانے کے لیے چار کام

① طہارت:

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے ذِکر کی طاقت اور روحانیت عطا کریں وہ اپنے دائیں بائیں صفائی ستھرائی کا بہت زیادہ خیال رکھے اور خود بھی باوضو رہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے باوضو رہنے کے بہت زیادہ فضائل بیان کیے ہیں بلکہ باوضو پڑھی ہوئی دُعا اور کیے ہوئے ذِکر میں بہت زیادہ طاقت، قوت اور روحانیت ہوتی ہے۔

② شرعی ذِکر:

خودساختہ ذِکر اَذکار بنانے اور کرنے کی بجائے قرآن وحدیث میں آنے والے اَذکار کو اپنا معمول بنائیں کیونکہ قرآن کی زبان اور صاحبِ قرآن کی زبان ہمارے لیے باعث برکت اور رحمت ہے، جو طاقت اور قوت آپ کو قرآنی اور نبوی ذِکر سے حاصل ہوگی وہ کسی دوسرے ذِکر سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اِس وقت فرقہ واریت اور گمراہی کا ایک سب سے بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہم خودساختہ وظائف اور چِلّوں کے چُنگل میں پھنس چکے ہیں اور اِس کی سب سے بڑی بے برکتی یہ ہے کہ اُمت میں اتحاد ہے اور نہ ہی روحانیت۔

ذِکر سے طاقت، قوت اور فوائد لینے کے لیے مسنون اَذکار یاد کریں یا اُن کو کسی کتاب سے دیکھ کر پڑھ لیا کریں آپ کبھی نامراد نہیں رہیں گے۔

③ معنی ومفہوم کا علم:

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا ہر ذِکر طاقت ور ہو، یعنی وہ آپ کی روح اور آپ کے دِل کو تسکین بخشے تو پھر اُس کے لیے اُس ذِکر کی معرفت اور پہچان بہت زیادہ ضروری ہے جو آپ کی زبان پر جاری ہے، صرف خالی الفاظ کو ادا کر لینے سے فرض تو پورا ہو جاتا ہے اور شائد کہ آپ کو اجر بھی مِل جائے لیکن آپ محض خالی الفاظ سے ذِکر کی حقیقی طاقت، قوت اور اُس کے اصلی فوائد کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

خدارا! اپنی مساجد میں اَذکار کلاس قائم کریں اور مسجد کے امام صاحب کو پابند کریں یا کسی عالمِ دین کی ذمہ داری لگائیں کہ وہ نمازیوں کو صبح وشام کے اَذکار اور دیگر شرعی وظائف کا معنی ومفہوم اچھی طرح سمجھا دے، پھر دیکھنا آپ کو ذِکر سے کس قدر زیادہ روحانی طاقت نصیب ہوتی ہیں۔

④ تنہائی میں ذِکر:

اگر کوئی نوجوان، میری بیٹی اور بہن یا کوئی میرا بزرگ اپنے ذِکر کو آخر حد تک پُر تاثیر اور طاقتور بنانا چاہتا ہے تو وہ تنہائی میں موبائل سے جان چھڑوا کر اپنی زبان کو اللہ کے ذِکر سے تر رکھنے کی کوشش کرے، ربّ محمد ﷺ کی قسم....! تنہائی کے ذِکر میں اِس قدر طاقت اور قوت ہے کہ وہ الفاظ میں بیان ہی نہیں ہو سکتی۔

آپ صحیح البخاری کی ایک روایت سے خود اندازہ لگالیں کہ تنہائی کا ذِکر اللہ تعالیٰ کو کس قدر زیادہ پسند ہے اور اُس میں کس حد تک طاقت اور قوت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ تنہائی میں ذِکر کرتے ہوئے جس کی آنکھوں میں اللہ کی محبت کی وجہ سے یا اللہ کے ڈر کی وجہ سے یا گناہوں کی ندامت کی وجہ سے آنسو آ گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو قیامت والے دِن اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔ (1)

جب تنہائی کے ذِکر میں اتنی قوت اور طاقت ہے کہ اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ نصیب ہوجاتا ہے تو آپ اَز خود غور کریں کہ دُنیا کی وہ کون سی نعمت اور رحمت ہوگی جو تنہائی کے ذِکر کی وجہ سے نصیب نہ ہوگی....؟

سب سے زیادہ طاقتور ذِکر کون سا ہے

قرآن وحدیث میں آنے والے سب اَذکار طاقتور ہیں، کوئی ذِکر بھی ایسا نہیں جس میں ہزاروں فوائد نہ ہوں، ہر دوسرے ذِکر میں پہلے ذِکر سے بڑھ کر قوت، طاقت اور خیر ہے، لیکن اِس سب کچھ کے باوجود ہمارے مطالعہ کی حد تک حالات کی بہتری کے لیے اور کٹھن سے کٹھن موڑ میں اللہ سے مدد لینے کے لیے سب سے زیادہ طاقتور ذِکر ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' ہے، یہ ذِکر بڑی سے بڑی مصیبت اور بظاہر مایوس کُن حالات میں بھی مسلمان کو آسانی اور کامیابی کی طرف لے آتا ہے۔

''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' یا ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' دونوں طرح پڑھنا درست ہے ''حسبی اللّٰہ'' کا معنی ''مجھے اللہ ہی کافی ہے'' اور ''حسبنا اللّٰہ'' کا معنی ''ہمیں اللہ ہی کافی ہے یا ہم سب کو اللہ ہی کافی ہے۔''

(1) صحیح البخاری:1423، ورجلٌ ذکَرَ اللہ خالیاً ففاضتْ عیناہُ

اِس ذِکر کو اپنا معمول بنائیں یہ ذِکر توحیدی اَذ کار میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے یہ ذِکر توحیدی اَذ کار میں سردار ذِکر ہے، اِس کو سمجھ کر پڑھنے والا ضرور بالضرور اپنی منزل پر پہنچتا ہے، اِس کو سمجھ پر پڑھتے رہیں، سارے بند دروازے کھل جائیں گے آپ باآسانی اپنی منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کا معنیٰ

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین حفاظت کرنے والا، کفالت کرنے والا اور وہی کفایت کرنے والا ہے، وہی ہمارے بگڑے کام اچھے طریقے سے سنوارنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو مقامات پر اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝﴾ (1)

''اگر یہ لوگ پھر جائیں تو آپ کہہ دیں کہ مجھے اللہ کافی ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی پر میں بھروسا کرتا ہوں اور وہ بہت بڑے عرش کا ربّ ہے۔''

اللہ کے ہوتے ہوئے، اللہ کی مدد کے ہوتے ہوئے اور اللہ پر یقین کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی کوئی ضرورت نہیں اور یہی بات ایک دوسرے مقام پر کچھ یوں آئی ہے۔

(1) سورة التوبة:129

﴿قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ (1)

''کہہ دو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو اِن کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود اُس کی اِس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اُس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دو میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، بھروسا رکھنے والے اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔''

پیارے مسلمان بھائیو! کبھی مایوس نہ ہوا کریں، بڑے سے بڑے خطرناک موڑ پر بھی اپنے اللہ پر پورا یقین رکھتے ہوئے یہی کہا کریں۔ ''حسبی اللہ'' مجھے میرا اللہ کافی ہے۔ وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا، وہ میری توبہ کو جانتا ہے، وہ میری ندامت کو جانتا ہے اور میری محبت اور بے بسی کو جانتا ہے۔

اللہ کا پیارا نام ''الوکیل''

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بے شمار پاکیزہ نام ہیں اُن ناموں میں سے ایک مبارک نام ''الوکیل'' بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا پیارا نام ''الوکیل'' قرآن مجید میں چودہ مرتبہ آیا ہے، زمینیں سات ہیں اور آسمان بھی سات اور یہ ٹوٹل چودہ ہیں اور اِن کے نظام کو چلانے والے پیارے اللہ کا نام ''الوکیل'' بھی قرآن مجید میں چودہ مرتبہ آیا ہے۔

(1) سورة الزمر: 38،37

وکیل کا معنی ہے کفالت کرنے والا، حفاظت کرنے والا، کفایت کرنے والا، اچھے طریقے سے ہر کام کی تدبیر کرنے والا، پوری قوت اور طاقت کے ساتھ اپنے فیصلے کو نافذ کرنے والا یہ سارے معنی اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ''الوکیل'' میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِرشاد فرمایا ہے:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۝ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝﴾ (1)

''ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اور وہی ہر چیز پر وکیل ہے۔''

اور ایک جگہ پر اِس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اصول وضوابط کے مطابق تمام معاملات کرنے کے بعد اُس کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

﴿وَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۝ وَكَفٰي بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝﴾ (2)

''اور اللہ پر توکل کریں اور اللہ کافی وکیل ہے۔''

اور اِسی طرح سورت مزمل میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے کہ مجھ جیسا طاقتور کوئی نہیں ہے، بس مجھے اپنا وکیل بنالو، اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝﴾ (3)

''وہ مشرق اور مغرب کا ربّ ہے اُس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے لہٰذا اُسی کو اپنا وکیل بنالیجیے۔''

(1) سورۃ الزمر:62
(2) سورۃ الاحزاب:3
(3) سورۃ المزمل:9

بہرصورت اختصار کے پیشِ نظر اِس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اِس حقیقت کو اچھی طرح جان لیں کہ ''حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل'' یا ''حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل'' تمام اَذکار میں سے سب سے زیادہ طاقتور ذِکر ہے، اِس کو اپنا معمول بنالیں اور آئیں آخر میں آپ کے سامنے اِس کی طاقت کے دو کرشمے بیان کر دیتا ہوں تاکہ آپ کا یقین اور زیادہ بڑھ جائے۔

آگ سے بچانے والا ذِکر

دُنیا جانتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی توحید کے بادشاہ تھے، آپ نے اپنی ساری زندگی ربّ کی توحید کے لیے قربان کر دی تھی اور آپ نے اللہ کی توحید کے لیے بڑے بڑے المناک اور خطرناک موڑ بھی دیکھے ہیں، ایک وقت ایسا بھی آیا کہ

﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ○ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ○ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ○﴾ (1)

''نمرودیوں نے کہا اِس کو جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر کچھ کرنا چاہتے ہو، ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈک والی اور سلامتی والی ہو جا اور اُنہوں نے اُس کے خلاف تدبیر کی پس ہم نے اُن کو بہت زیادہ خسارہ پانے والوں میں کر دیا۔''

(1) سورۃ الانبیاء:68،70

اور نمرودیوں کے اِسی ظلم کو اللہ نے بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اِرشاد فرمایا:

﴿قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۞ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞﴾ (1)

''اُنہوں نے کہا اِس کو قتل کر دو یا جلا دو لیکن اللہ نے اُن کو آگ سے بچا لیا، بلاشبہ ایمان لانے والے لوگوں کے لیے اِس میں نشانیاں ہیں۔''

اب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے کیوں بچایا...؟ بچایا ہی نہیں بلکہ آگ کو گلزار بنا دیا، آگ کے اندر جو جلانے کی خاصیت تھی وہ اللہ نے سرے سے ختم کر دی اور جو آگ میں بڑھکنے کی قوت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ مٹا دی، آخر وہ کون سا ذِکر تھا جو ابراہیم علیہ السلام نے پڑھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور پھر کمال یہ کیا کہ بارش کے قطروں کے ذریعے، ہواؤں اور طوفانوں کے ذریعے یا سمندروں کے پانی کے ذریعے آگ کو نہیں بجھایا بلکہ آگ کی تاثیر کو ختم کیا، خود آگ کو حکم دے کر اُس کی گرمی کو ٹھنڈک میں تبدیل کیا، آخر کیا وجہ تھی قدرت اتنی مہربان کیوں ہوئی اِس بات کو امام ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (2)

(1) سورة العنكبوت:24 (2) صحيح البخاری:4564

''جب آگ میں ڈالا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر آخری کلمات یہی تھے کہ ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

میرے قابلِ قدر مسلمان بھائیو! آج ہر دوسرے گھر میں نفرتوں کی آگ لگی ہوئی ہے، ہر دوسرے شخص کی زندگی میں اُداسی، مایوسی اور ویرانی کے شُعلے بھڑک رہے ہیں، تو ایسے پُرخطر حالات میں حسبی اللہ ونعم الوکیل کو اپنا وِرد بنالیں جو اللہ اِس ذِکر کی برکت سے نمرودی آگ کے شُعلوں سے اپنے ابراہیم علیہ السلام کو بچا سکتا ہے، جو نمرودی آگ کو اپنے ابراہیم کے لیے اے سی روم سے بھی زیادہ سکون والا بنا سکتا ہے، تو وہ اللہ آپ کی زندگی کے سب دُکھ بھی اِس ذِکر کی برکت سے ختم کر سکتا ہے، ضرورت صرف یقین کی ہے، اور شوق سے ذِکر کرنے کی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعرہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

جب غزوہ اُحد کے بعد ابوسفیان نے دوبارہ مدینہ پر حملے کا اِرادہ کیا تو منافقین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کر دیا اور کہا واپس پلٹ جاؤ ورنہ دُشمن کا جتھہ اور اُس کا حملہ تمہیں کچل دے گا، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ صورتحال دیکھی، تو اُن کا ایمان بڑھ گیا اور اُنہوں نے اپنی زبان سے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کا نعرہ لگایا اور اِسلام کی عظمت پر شہادتوں کے نذرانے پیش کرنے کے لیے تیار ہو گئے، مفسرِ قرآن حضرتِ امام ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَالُوا ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا ۝ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

الْوَكِيْلُ﴾ (1)

''اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ حضرت محمد ﷺ نے اُس وقت کہا جب منافقوں نے کہا کہ لوگ تمہارے لیے جمع ہو چکے ہیں کہ اُن سے ڈر جاؤ پس اُن کا ایمان بڑھ گیا تو اُنہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔''

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ ذِکر کیا تو نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کم از کم تین انعام کیے، ایک تو ہر قسم کی تکلیف سے بچا لیا، دوسرا اپنے فضل سے مالا مال کر دیا اور تیسرا انعام یہ فرمایا کہ اپنی نعمت عطا فرمائی جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۝ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۝ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝﴾

''وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے، اُنہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور اُنہوں نے اللہ کی خوشنودی کی پیروی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔''

آج بھی اگر کوئی شخص سخت ترین اور خطرناک گھڑی میں اللہ کی نعمت اور اُس کے فضل کو پا کر ہر قسم کی تکلیف سے بچنا چاہتا ہے تو وہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کو اپنی زبان کا ذِکر بنائے اور اُس کے مطابق اپنا عقیدہ بھی بنائے کیونکہ جب تک اِس طاقت ور ذِکر کے مطابق عقیدہ نہیں ہو گا آپ کو کبھی نتیجہ بھی نہیں مل سکے گا، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے نمرودی آگ میں، رسول اور اصحابِ رسول نے میدان

(1) صحیح البخاری: 4563

جہاد میں کسی نبی، کسی ولی یا کسی قبر والے کا کوئی واسطہ وسیلہ نہیں ڈالا صرف یہی کہا:
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نصرت کے سب دروازے کھول دیے۔

یہاں ایک بات ذہن میں رکھیں بلکہ شیطان کے خطرناک حملے کو سمجھنے کی کوشش کریں وہ ایسے سخت اور تکلیف دہ اور بظاہر مایوس کُن مواقع پر ڈرانے اور ورغلانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن آپ کبھی بھی اُس کے بہکاوے میں نہ آئیں، بلکہ دِل کی خوشی اور زبان کی سچائی سے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے رہے آپ کا دُشمن ہمیشہ ناکام رہے گا اللہ تعالیٰ اِس ذِکر کو بیان کرنے کے بعد اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَه۪ٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (1)

''یہ تو شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، پس تو اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہوں۔''

اے مسلمان بھائیو! جب کائنات کا وکیل ربّ ہے تو پھر آپ کو مایوس ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی شیطان اور شیطان کے چیلوں سے گھبرانے کی ضرورت ہے، ربّ سے چمٹے رہیں اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے رہیں ہر کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

(1) سورہ آل عمران:175

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اِس طاقتور ذِکر کو بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ قُربِ قیامت کا ذِکر کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنَّى جَبْهَتَهُ، وَأَصْغَى سَمْعَهُ، يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ، فَيَنْفُخَ، قَالَ الْمُسْلِمُونَ: فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُولُوا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا [1]

''میں کیسے آسودگی اور عیش وعشرت سے زندگی بسر کروں، جبکہ سینگ بجانے والا سینگ کو منہ لگائے ہوئے ہے اور اپنی پیشانی کو جھکائے ہوئے ہے اور اپنے کانوں کو لگائے ہوئے ہے وہ صور میں پھونکنے کے حکم کا انتظار کر رہا ہے کہ وہ اِس میں پھونکے صحابہ نے کہا تو اللہ کے رسول پھر ہم کیا کہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو اللہ ہی ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے اور ہم اپنے پروردگار پر ہی بھروسا کرتے ہیں۔''

اِس حدیث سے آپ اندازہ لگالیں کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ میں کِس قدر زیادہ طاقت اور قوت ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام سات مرتبہ مندرجہ ذیل ذِکر پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

[1] مستدرك حاكم:8720، سلسله صحيحه:1079، الصحيح المسند:422، (اِس حدیث کو امام حاکم، امام البانی اور امام وداعی نے صحیح اور مستدرک حاکم کے محقق نے قوی قرار دیا ہے)

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (1)

''مجھے اللہ کافی ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی پر میرا بھروسا ہے اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔''

اِس وظیفہ کی اِتنی عظمت کیوں ہے...؟

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ نے قرآن وحدیث کے خالص دلائل سے اِس بات کو اچھی طرح سماعت کرلیا ہے کہ ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' کا وظیفہ انتہائی طاقت ور، کارآمد اور کئی ایک فوائد پر مشتمل ہے اب سوال یہ ہے کہ اِس ذِکر کی اتنی زیادہ اہمیت اور فضیلت کیوں ہے... ؟ آخر اِس میں ایسی کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت اُترتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کے سارے کے سارے معاملات سیدھے کردیتے ہیں۔

ہمارے سمیت کئی کبار اہل علم اِس ذِکر پر غور کرنے کے بعد اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اِس میں دو ایسی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں۔

1 توحید وتوکل:

اِس ذِکر کا پہلا ٹکڑا ''حَسْبُنَا اللّٰهُ'' کہہ کر مسلمان اللہ تعالیٰ کی توحید کی

(1) عمل اليوم والليلة:71، یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے منقول ہے اور راجح تحقیق کے مطابق اِس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے البتہ امام البانی رحمہ اللہ نے اِس کا موقوف ہونا صحیح قرار دیا ہے اور فرمایا ہے یہ موقوف حکماً مرفوع ہے، سلسلہ احادیث ضعیفہ:5286

عظمت کوتسلیم کرتا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے۔ جب انسان ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ پر اِس قدر زیادہ توکل کرے، مان کرے اور اُس کو اپنے لیے کافی سمجھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اپنے ایسے بندے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے بلکہ اُس کی کمال مدد فرمادیتے ہیں۔

2 اچھا گمان:

توحید اور توکل کے بعد اِس وظیفہ میں جو دوسری چیز ہے وہ یہ ہے کہ "وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کہہ کر مسلمان اللہ کے متعلق اچھے گمان کا اظہار کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ جس اللہ کو میں نے کافی سمجھا ہے وہی میرے کاموں کو سب سے بہتر طریقے سے اچھے انجام تک پہنچا سکتا ہے۔ "وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کہہ کر ایک سچے مسلمان نے اللہ کے متعلق اپنے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا ہے، اللہ کو اپنا وکیل سمجھا ہے اور جو شخص دِل وجان سے اللہ تعالیٰ کی توحید کو مان کر اُس پر مکمل بھروسا کرتے ہوئے اُس کو اپنا وکیل سمجھ لے تو ربّ تعالیٰ بھی ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتے۔

اللہ کے حضور دُعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کثرت، معرفت اور محبت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

وہ اذکار اور دُعائیں جو کبھی نہیں چھوڑیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (1)

''اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔''

تمہیدی گزارشات

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم ذِکر اَذکار اور دُعاؤں کے موضوعات اکثر بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اِس فانی دُنیا میں ہر سعادت خوشی اپنے دامن میں سمیٹنے کے لیے اور جنت میں درجات کی بلندی کے لیے اَذکار اور دُعاؤں کی پابندی نہایت ضروری ہے، جو شخص اپنی توجہ ذِکر کی طرف رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو آفتوں، فتنوں اور نقصانات سے بچا کر نور، سرور اور ہر طرح کی خوشی عطا فرماتے ہیں۔

(1) سورة البقرة: 198

اب سوال یہ ہے کہ جس دُعا اور ذِکر کی ہمارے دین میں اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اُس کو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا گیا ہے اور وہی ہمارے روشن مستقبل کا پیش خیمہ ہے تو پھر ہمیں ذِکر کس انداز سے کرنا چاہیے، کب کرنا چاہیے، کتنا کرنا چاہیے اور کیسے کرنا چاہیے یہ سارے سوالات اپنی اپنی جگہ پر بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ اِن سوالات کے جوابات جانے بغیر ہم مزید پریشان اور گمراہ تو ہو سکتے ہیں مگر ذِکر کی برکات حاصل نہیں کر سکتے۔

ذی وقار سامعین حضرات! اِن تمام سوالات کا جواب قرآن پاک کی سورہ بقرہ آیت نمبر 198 کے ننھے سے ٹکڑے میں موجود ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں کہ (وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ) اُس کو اُسی طرح یاد کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی ہے، اپنے اللہ کا اُسی الفاظ اور اُسی انداز میں ذِکر کرو جو طور طریقہ اور انداز اُس نے تمہیں سکھلایا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ذِکر کا کیا طریقہ سکھلایا ہے اِس کے لیے ہم سب کے لیے حضرت محمد ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے، جس انداز اور جن الفاظ میں آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا ہے اگر ہم اِنہیں کے پابند ہو جائیں گے تو پھر ہمیں اَذکار کے فوائد ہماری سوچ سے بھی زیادہ ملیں گے اور اگر ہم نے ذِکر اَذکار کرتے ہوئے اللہ کی رہنمائی اور رسول اللہ ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا تو پھر ہم کسی صورت بھی منزل پر نہیں پہنچ سکیں گے۔

ذِکر اَذکار کے نت نئے طریقے

ہمارے مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہے جو ذِکر اَذکار تو کرتا ہے لیکن نہ

الفاظ رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے ہیں اور نہ ہی انداز رسول اللہ ﷺ کا اِختیار کیا ہوا ہے مثال کے طور پر

1 اللہ ہو، اللہ ہو کا ذِکر..... اب اِن الفاظ کو بار بار با آواز بلند مل کر دُہراتے رہنا یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے آپ ﷺ نے ساری زندگی اللہ ہو، اللہ ہو کا وِرد کیا ہے نہ ذِکر کیا ہے، مجھے ایک صاحب کہنے لگے اللہ ہو کا ذِکر تو قرآن پاک کی آیت سے ثابت ہے، میں نے کہا وہ کیسے؟ وہ فرمانے لگے: اللہ تو خود کہتے ہیں (وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا) صبح وشام اللہ کے نام کا ذِکر کرو۔ اللہ ہو، اللہ ہو کر کے ہم اللہ کے نام کا ہی ذِکر کرتے ہیں، لہٰذا یہ تو ذِکر قرآن کی آیت سے ثابت ہے، میں نے اِس کا سادہ جواب یہ عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے یہ بتلاؤ کہ یہ قرآن پاک کی یہ آیت آپ پر نازل ہوئی ہے یا رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی؟ وہ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی، میں نے پوچھا اِس کا معنیٰ آپ کو زیادہ سمجھ آیا یا رسول اللہ ﷺ کو زیادہ سمجھ آیا؟ تو وہ فرمانے لگے: اِس آیت کا معنیٰ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ سمجھ آیا، تو میں نے کہا: جب یہ آیت آپ پر نازل ہوئی ہے اور اِس کا معنیٰ بھی آپ ہی کو زیادہ سمجھ آیا ہے تو آپ ﷺ نے تو کسی صبح وشام بھی اللہ ہو، اللہ ہو کا وِرد نہیں کیا یا آپ سے صبح وشام یا کسی وقت بھی اِن الفاظ کا وِرد ثابت نہیں آپ تو سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ذِکر کیا کرتے تھے اکیلے لفظ اللہ کا تو آپ نے کبھی بھی ذِکر نہیں کیا، ہماری یہ بات اُن کو سمجھ آ گئی تو اُنہوں نے مزید غور وفکر کا وعدہ فرمایا

2 حق ہو، حق ہو کا ذِکر.... یہ الفاظ بھی رسول اللہ ﷺ کے سکھلائے ہوئے نہیں ہے نہ آپ ﷺ نے ساری زندگی اِن الفاظ کا ذِکر کیا ہے۔

اور اِسی طرح کے کئی الفاظ اور کئی جملے جن کو بطورِ ذِکر کیا جاتا ہے لیکن وہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق نہیں ہیں اور نہ ہی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سکھلائے ہیں۔

ذی وقار سامعین کرام! الفاظ کے ساتھ ساتھ انداز بھی اللہ کی رہنمائی کے مطابق نہیں ہے، ذِکر کرتے ہوئے جسم کی حالت عجیب وغریب بنا لیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی انسان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

1 گردن کو جھٹکے دینا... کئی لوگ ذِکر کرتے ہوئے اپنی گردن کو نیچے کی طرف رکھ کر زور زور سے دائیں بائیں جھٹکا دیتے رہتے ہیں جو کہ انتہائی نامناسب حرکت ہے، اللہ تعالیٰ نے اِس طرح کی ہماری کوئی رہنمائی نہیں فرمائی۔

2 وجد کا طاری ہونا... کئی لوگ ذِکر کرتے کرتے دھمال ڈالنا شروع کر دیتے ہیں اور عجیب وغریب ڈانس شروع کر دیئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذِکر کرتے کرتے ہم پر وجد طاری ہو گیا جبکہ یہ انداز بھی انتہائی غیر مہذب ہے اور شریعت کے ساتھ اِس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

3 کرنٹ کی طرح بے قابو ہو کر گرنا... بعض لوگ ذِکر کرتے کرتے اور موسیقی کے انداز میں ذِکر سنتے سنتے اچانک دور جا کر ایسے گرتے ہیں جیسے اُن کو کسی نے کرنٹ لگا دیا ہو اور پھر گدھے کی طرح اُلٹ پلٹ ہونا شروع کر دیتے ہیں، اِنا للہ وانا الیہ راجعون کیا یہ انسانوں کا طریقہ ہے کیا استغفر اللہ، العیاذ باللہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ذِکر کا یہی انداز سکھلایا تھا...؟

اللہ کی قسم! یہ سب ذِکر کے نام پر گمراہیاں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت سے ہزار درجہ دوری ہے اگر آج مسلمان بدعات سے بچنا چاہتے ہیں اور اتفاق واتحاد کی فضا بنانا چاہتے ہیں تو اُس کا ایک آسان ترین حل یہ ہے کہ مندرجہ ذیل آیت کو سمجھ کر اپنی عبادت اور ذِکر اُسی طرح کر لیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر ہمیں اللہ کی رہنمائی پر چل کر دکھلایا ہے آنے والی آیت کو بار بار پڑھیں، سُنیں اور اُس کے معنیٰ ومفہوم پر غور کریں، فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے قرآن کی آیت کا یہ چھوٹا سا ٹکڑا روشنی کا مینار ہے، اللہ تعالیٰ ذِکر کی بات کرتے ہوئے کیا حکم فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (1)

''اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔''

اب اللہ اور اُس کے رسول کی رہنمائی یہ ہے کہ ہم صبح وشام اور رات کو سوتے وقت مسنون اَذکار اور دُعاؤں کا اہتمام کریں اور جن جن جگہوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جو اَذکار اور دُعائیں پڑھی ہیں اُن کی پابندی کریں اور بالخصوص وہ اَذکار کبھی نہ چھوڑیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اُن کو کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

(1) سورۃ البقرۃ: 198

اِس بات میں تو کوئی شبہ نہیں کہ جس ذِکر اور دُعا سے پہلے یہ الفاظ آجائیں کہ رسول اللہ ﷺ اُس کو بہت زیادہ کیا کرتے تھے تو اِس کا مطلب یہی کہ آپ عام اَذکار اور دُعاؤں کی جگہ اُس ذِکر کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اور اُس کو کبھی نہ چھوڑتے تھے آج ہمیں بھی اِس خطبہ میں یہ عزم اور اِرادہ کرنا ہے کہ جو اَذکار اور دُعائیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑیں اور آپ اُن کو بہت زیادہ کیا کرتے تھے ہم بھی اُن اَذکار کے پڑھنے اور دُعاؤں کے کرنے میں کبھی ناغہ نہیں کریں گے۔

اللہ کی توفیق سے ہم نے تقریباً آٹھ کے قریب ایسے اَذکار اور ایسی دُعائیں جمع کی ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کثرت سے پڑھتے تھے اور اُن کو کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

آیئے ! اُن اَذکار کو سُنیں اور یاد کر کے اُن کو بلا ناغہ کثرت کے ساتھ پڑھا کریں۔ الہ العالمین کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (1)

”اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔“

کوزے میں دریا بند، کمال دُعا

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اُن میں باضابطہ یہ شوق تھا کہ اُس ذِکر اور دُعا کو سیکھا جائے جو رسول

(1) سورة البقرة: 198

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت کے ساتھ کیا کرتے تھے، ایک دفعہ امام قتادہ رحمہ اللہ جو کہ آنکھوں سے تو نابینا تھے مگر بہت بڑے امام، محدث، مفسر اور مفتی تھے۔

اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکے اور سچے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُوبِهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَكْثَرَ؟

کون سی دُعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مانگا کرتے تھے۔

کیا ہم نے بھی کبھی اپنے کسی عالم یا اُستاذ سے ایسا سوال کیا ہے۔۔۔؟ ہم تو بس اپنے علما کو اُلجھانے اور پھنسانے کے چکروں میں ہوتے ہیں، سوال بھی پوچھتے ہیں اور پھر چار بندوں میں بیٹھ کر عالم پر چڑھائی کرنا اور خوامخواہ بحث کر کے اُس کو زیر کرنا اپنی خوبی سمجھتے ہیں، بہر صورت جب امام قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو ظاہر ہے اُن کی بھی اِس کی طرف خصوصی توجہ تھی اور اُنہیں پتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی دُعا اور ذِکر بہت زیادہ پڑھتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ فوراً فرمانے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دُعا سب سے زیادہ پڑھتے تھے وہ یہ تھی:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (1)

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دُنیا اور آخرت میں "حسنہ" عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

(1) الصحیح لمسلم:2690

اب یہ دُعا سُننے، پڑھنے اور لکھنے میں ایک سطر معلوم ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں اِس سے زیادہ جامع دُعا کوئی ہو نہیں سکتی، آپ نے ایک سطر میں اللہ تعالیٰ سے دونوں جہانوں کے سب خزانے مانگ لیے ہیں، جب آپ نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھے دُنیا میں ''حسنہ'' عطا فرما تو ''حسنہ'' میں ہر بھلائی شامل ہے، ہر خیر موجود ہے اور بالخصوص ''حسنہ'' مانگ کر آپ نے اللہ تعالیٰ کو یہ کہا ہے کہ میرے اللہ مجھے صحت والی، رِزق حلال والی، نیک اولاد اور نیک اعمال والی زندگی عطا فرما دے، اِس ''حسنہ'' میں یہ چاروں خزانے موجود ہیں اور اِسی طرح جب آپ نے ساتھ کہہ دیا اے میرے پروردگار آخرت میں بھی ''حسنہ'' عطا فرما دے تو آخرت میں ''حسنہ'' یہ اللہ کی جنت ہے گویا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایک لائن میں دُنیا کے سب خزانے بھی مانگ لیے، جنت بھی مانگ لی اور ساتھ ساتھ جہنم کی آگ سے بچاؤ کا سوال بھی کر لیا اور یہی تمام دُعاؤں کا خلاصہ ہے۔

بلکہ ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ دُعا کر رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اُس نے کہا مجھے اِس سے زیادہ اچھی دُعا نہیں آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہماری دُعائیں بھی گھوم کر یہیں پہ ختم ہوتی ہیں اور اُن کا خلاصہ بھی یہی ہوتا ہے، اے اللہ! جہنم سے بچا کر جنت عطا فرما (1)

اور اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے مریض صحابی رضی اللہ عنہ کی عیادت کی جو بیماری کی وجہ سے چوزے کی طرح ہو گئے تھے،

(1) سنن ابی داوٗد:792، صحیح ابن حبان:868

آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا وغیرہ تو نہیں کی؟ اُس نے کہا میں نے یہ دُعا کی تھی اے اللہ! اگر تو مجھے آخرت میں سزا دینے والا ہے تو دُنیا میں ہی دے دے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! تو دُنیا میں اللہ کی سزا کی طاقت نہیں رکھتا، مندرجہ ذیل دُعا پڑھا کر

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (1)

پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس کے لیے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی

بہر صورت یہ دُعا بہت شاندار ہے، بہت جامع ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہر مسلمان کو یاد ہے لیکن محرومی یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود ہم یہ دُعا دن رات میں سو بار بھی نہیں پڑھتے، اِس دُعا کو نماز میں غیرِ نماز میں کثرت کے ساتھ پڑھا کریں۔

اور یہ دُعا اِس قدر جامع اور رسول اللہ ﷺ کو پسند تھی اور آپ اِس کو اتنی کثرت سے پڑھتے تھے کہ حضرتِ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو (طواف کی حالت میں) حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی کے درمیان یہ دُعا پڑھتے ہوئے سُنا

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (2)

(1) صحيح البخاری:6389، الصحيح لمسلم:2688

(2) صحيح أبی داؤد:1892

قبولیت کی اِس بہترین حالت اور قبولیت کے اِس اعلیٰ مقام پر بھی اِس دُعا کا نہ چھوڑنا اور طواف کے ہر چکر میں بار بار اِس کو پڑھنا اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اِس دُعا سے خاص محبت تھی اور آپ ﷺ اِس کو کبھی بھی اور کسی موقع پر بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ یہ دُعا بہت زیادہ پڑھتے ہیں تو اُن کا اپنا عمل کیا تھا، امام قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ أَنَسٌ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ، دَعَا بِهَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ، دَعَا بِهَا فِيهِ (1)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ جب کوئی ایک دعا مانگنا چاہتے تو یہی دعا مانگتے اور جب بڑی دعا مانگنا چاہتے تو اس میں یہ دعا بھی شامل کر لیتے۔

یعنی حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نے بھی کسی صورت اِس عظیم دُعا کو نہیں چھوڑا یا تو یہی دُعا مانگتے یا اگر کوئی اور دوسری دُعا مانگنا ہوتی تو اُس میں بھی اِس دعا کو شامل کر لیتے تھے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اِس دُعا کو سچے اہل ایمان کی دُعا قرار دیا ہے جو اللہ سے صرف دُنیا نہیں مانگتے بلکہ آخرت بھی مانگتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾﴾ (2)

(1) الصحیح لمسلم:2690

(2) سورة البقرہ:201، 202

''اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو کہتا ہے: اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِس عظیم دُعا کے ساتھ یہی محبت اور عقیدت عطا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہمیں بھی یہ دُعا کثرت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین اور اللہ تعالیٰ بھی یہی اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (1)

''اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔''

دِلوں کی طہارت اور استقامت کے لیے دُعا

اِس بات میں تو کوئی شبہ نہیں کہ جو دُعائیں اور جو اَذکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پابندی سے پڑھتے تھے اور اُن کو کبھی چھوڑتے نہیں تھے، اُن میں کوئی نہ کوئی خاص بات تو ضرور ہے، اُن میں بلاشبہ کچھ خاص خزانے ہے کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت کے ساتھ طلب کیا کرتے تھے۔

مشہور تابعی اور امام شھر بن حوشب رحمہ اللہ جو کہ اپنے وقت کے عظیم محدث اور عالم تھے۔

(1) سورة البقرة: 198

اُنہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تھے تو کون سی دُعا آپ کے پاس بہت زیادہ پڑھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سب سے زیادہ یہ دُعا پڑھتے تھے:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِيْنِكَ (1)

''اے دِلوں کو پھیرنے والے میرے دِل کو اپنے دین پر ٹکا دے۔''

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دِن پوچھ ہی لیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ مندرجہ بالا دُعا بہت زیادہ پڑھتے ہیں آخر اِس کی وجہ کیا ہے...؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا! ہر شخص کا دِل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اللہ پاک اُس کو جس طرح چاہتے ہیں سیدھا کر دیتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں ٹیڑھا کر دیتے ہیں، اِس لیے میں یہ دُعا بہت زیادہ پڑھتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دِلوں کو اپنے دین پر ہمیشہ کے لیے سیدھا کر دیں۔

اِس روایت کے ایک راوی معاذ بن معاذ ہے اُنہوں نے جب یہ حدیث بیان کی تو ساتھ قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیت بھی پڑھی:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (2)

(1) جامع الترمذی:3522

(2) سورہ آل عمران:8

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دِلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرمانا بلاشبہ آپ ہی بہت زیادہ عطا کرنے والے ہیں

اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ، كَقَلْبٍ وَاحِدٍ، يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ (1)

''بلاشبہ تمام بنو آدم کے دِل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، ایک دِل کی طرح، اللہ اُن کو پھیرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ! مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَىٰ طَاعَتِكَ (2)

''اے اللہ! دِلوں کو پھیرنے والے ہمارے دِلوں کو اپنی فرمانبرداری پر پھیر دے۔''

سامعین کرام! دِل کی طہارت اور استقامت کے لیے اِس سے زیادہ شاندار دُعا پوری شریعت میں نہیں ہے اِس دُعا کو بہت کثرت سے پڑھا کرو، ایک تو اِس لیے کہ اِس کو کثرت کے ساتھ پڑھنا اور کبھی نہ چھوڑنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت ہے اور دوسرا اِس لیے کہ اِس وقت بڑے بڑے خطرناک فتنے ہیں، کسی وقت بھی انسان کا دِل بہک سکتا ہے، بھٹک سکتا ہے اور گمراہ ہوسکتا ہے۔

(1) الصحيح لمسلم:2654

(2) الصحيح لمسلم:2654

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس سُنت پر عمل کرتے ہوئے اِس دُعا کو بہت زیادہ پڑھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے دِلوں کو بڑے بڑے فتنوں سے محفوظ فرما لیتے ہیں بلکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک قبول درجہ کی روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو آپ نے یہی کہا:

یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ (1)

اے دِلوں کو پھیرنے والے میرے دِل کو اپنی فرمانبرداری پر ثابت کر دے۔"

نہایت افسوس کی بات ہے کہ اِس دُعا کو ہم نے جس قدر زیادہ پڑھنا تھا اُسی قدر اِس کے پڑھنے میں ہم غفلت کا شکار ہیں، جبکہ اِس دُعا کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اِس کو بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔

اللہ کے لیے، دُعائیں اور اَذکار بنانا چھوڑ دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اور مسنون اَذکار پر پابندی کریں اور یہی بات اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (2)

"اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔"

---

(1) مسند احمد:9420، صحیح لغیرہ وهذا إسناد ضعيف

(2) سورة البقرة: 198

تسبیح اور اِستغفار کی کثرت

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفاتِ پاک سے قبل مندرجہ ذیل دُعا بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ (1)

''اے اللہ! آپ اپنی تعریفوں کے ساتھ پاک ہیں میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَرَاكَ تُكْثِرُ أَنْ تَقُوْلَ

''میں نے کہا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ یہ دُعا بہت زیادہ پڑھتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ

''جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے۔''

تو اللہ کی تسبیح کرو اور اِستغفار کرو، میں اللہ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے یہ ذِکر اور دُعا بہت زیادہ پڑھتا ہوں۔

آٹھ خطرناک چیزوں سے پناہ کی دُعا

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے لیے کوئی خدمت گزار بچہ تلاش کرو جو خیبر کے سفر

(1) المعجم الأوسط: 1223، الجامع الكامل: 452/9

میں میری خدمت کرے، چنانچہ میں آپ کی خدمت پر مامور ہو گیا اور میں نے آپ ﷺ کو سنا کہ آپ مندرجہ ذیل دعا بہت زیادہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ (1)

''اے میرے اللہ! میں مصیبت، غم، بے بسی، سستی، بخیلی، بزدلی، سخت قرض اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيْرًا يَقُوْلُ

''میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے بہت زیادہ سنا، رسول اللہ ﷺ یہ دعا بہت زیادہ پڑھتے تھے۔

بُرے اعمال کی نحوست سے بچنے کے لیے دُعا

جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اِس بات کا بہت زیادہ شوق تھا کہ وہ اُن اذکار کو بڑے اہتمام کے ساتھ کریں، جو اذکار رسول اللہ ﷺ پابندی اور شوق سے کیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسی دُعا بتلائیں، جو دُعا رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے میں بھی وہ دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اُس کا مجھے بھی فائدہ عطا کریں گے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ مندرجہ ذیل دُعا بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔

(1) صحیح البخاری: 6369

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ (1)

''اے اللہ! جو کام میں نے کیے ہیں اور جو کام میں نے نہیں کیے دونوں کے بُرے اثر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

یہ دُعا بہت زیادہ خیر و برکت والی ہے اور حقیقت میں یہ دُعا اُمت کو سکھلائی جارہی ہے اور دبے پاؤں یہ سوچ دی جارہی ہے کہ اِس دُعا کو بہت زیادہ پڑھا کرو، کیونکہ عمومی طور پر لوگ اپنے کیے ہوئے اعمال کی نحوست میں پھنسے رہتے ہیں، زبان کے بول اور ظلم و ستم کی نحوست اِنسان کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے کہ جس کی وجہ سے اُس کو کہیں بھی سکون اور چین نظر نہیں آتا۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ ربّ تعالیٰ آپ کو بُرے اعمال کے شر سے محفوظ کر لے تو اِس دُعا کو آج پلے باندھ کر لے جائیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے اِس کو کبھی نہ چھوڑیں، بلکہ کثرت کے ساتھ پڑھیں۔

ہر طرف سے حفاظت کے لیے ایک جامع دُعا

دُنیا کی زندگی میں طرح طرح کے فتنے اِنسان کو گھیر لیتے ہیں بلکہ ہر طرف سے فتنے اُمڈ آتے ہیں اور اُن کا سامنا کرنا یا اُن کا مقابلہ کرنا اِنسان کے بس میں نہیں ہوتا، ہر طرف سے اور ہر طرح کے نقصانات اور فتنوں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل دُعا بہت زیادہ پڑھا کریں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(1) الصحیح لمسلم:2716

لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ

جب بھی صبح اور شام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل دُعا کا پڑھنا کبھی نہیں چھوڑتے تھے، یعنی پوری پابندی اور شوق کے ساتھ یہ دُعا پڑھتے تھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ (1)

''اے اللہ! میں دنیا وآخرت میں آپ سے درگزری اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں اپنے دین ودنیا اور گھر بار میں آپ سے درگزری وعافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیوب پر پردہ ڈال دے اور ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن عطا کر۔ اے میرے اللہ! میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر ہر جانب سے حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔''

سوال یہ ہے کہ! کیا ہمیں یہ دُعا یاد ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بلاناغہ اِس دُعا کو صبح وشام پڑھتے ہیں...؟ ہماری ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض سنتوں پر بڑی شدت سے عمل

(1) السنن لأبی داؤد: 5074

کرتے ہیں اور کئی اہم ترین سنتوں کو ہمیشہ کے لیے دیس نکالا دے دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِرشادفرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (1)

''اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔''

میں نے یہ ذِکر کبھی نہیں چھوڑا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (2)

''اللہ بہت بڑا ہے، اُس کی بڑائی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اور اللہ کی بہت زیادہ تعریف ہے اور اللہ کی پاکی ہے صبح وشام۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمہ کس نے کہا ہے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمہ میں نے کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتیں ارشادفرمائیں:

(1) سورة البقرة: 198

(2) الصحيح لمسلم: 601

① مجھے یہ کلمہ بہت پسند آیا ہے، بہت ہی عمدہ الفاظ اور انداز میں تو نے اللہ تعالیٰ کی شان بیان کی ہیں۔

② اِس کلمے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان کے دروازوں کو کھول دیا ہے، یعنی اِن مبارک کلمات کے لیے بالخصوص پورے اہتمام کے ساتھ پروٹوکول دیتے ہوئے آسمان کے دروازوں کو کھولا گیا ہے۔

③ سنن نسائی میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ تیرے اِن کلمات کو اُٹھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رحمت کے (12) فرشتوں کو نازل کر دیا۔

اور سب سے بڑھ کر جو بات آج موضوع کے مطابق میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ مبارک جملہ پڑھا تھا اُس مجلس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے جب انہوں نے یہ کلمہ سُنا اور اِس پر رسول اللہ ﷺ کی خوشی اور اِس کلمے کی عظمت کو جانا تو پھر اُنہوں نے یہ ذِکر ساری زندگی نہیں چھوڑا، اِس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جذبات اُنہی کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں۔

فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ ①

”ان کلمات کو جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا اُس کے بعد سے اُن کو پڑھنا کبھی نہیں چھوڑا۔“

① الصحيح لمسلم:601

کیا ہم بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی محبت اور عقیدت کی طرح اِس جملے کو پورے شوق اور محبت سے پڑھتے ہیں...؟ کیا ہم نے بھی اِن مبارک کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا...؟

اللہ کے بندو! ہمیں نیا دین اور نئے اَذکار بنانے کی ضرورت نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم مسنون اَذکار سے محبت کریں اور اللہ اور اُس کے رسول کی رہنمائی کے مطابق اللہ کا ذِکر کریں اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم:

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ (1)

''اور اُس کا ذِکر کرو جس طرح اُس نے تمہاری رہنمائی کی اگرچہ تم اِس سے پہلے سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔''

میں نے یہ دُعا کبھی نہیں چھوڑی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مسنون دعائیں یاد رکھنے کا بہت زیادہ شوق تھا، اُن کو جس قدر زیادہ شوق تھا اگر سچی بات کی جائے تو ہمیں اُس قدر زیادہ کم شوق ہے، بلکہ ہمارا شوق نہ ہونے کے برابر ہے، ہمارے اکثر مسلمان بوڑھوں کو بس وہ نماز کی چند دعائیں یاد ہیں جو اُنہوں نے بچپن میں یاد کی تھیں اُس کے بعد ساری زندگی کبھی اِس طرف توجہ ہی نہیں کی۔

بہرصورت ایک حسن درجہ کی روایت میں آتا ہے اور اِس روایت کو میرے امام استاذ محدث زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی حسن قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو سب سے زیادہ روایت کرنے والے بہت بڑے عالم، فقیہ اور محدث

(1) سورة البقرة: 198

صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دُعا کو یاد کیا ہے اور اِس دعا کو میں کبھی نہیں چھوڑتا اور وہ یہ دُعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ أُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَكَ، وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ (1)

''اے اللہ! مجھے ایسا بنادے کہ میں آپ کا بہت بڑھ چڑھ کر شکر ادا کیا کروں اور آپ کا بہت زیادہ ذِکر کیا کروں اور آپ کی خیر و بھلائی والی باتوں پر عمل کیا کروں اور آپ کی وصیتوں کا بہت زیادہ خیال رکھا کروں۔''

اگر غور کیا جائے تو اِس دعا میں سب خزانے موجود ہیں اور بالخصوص ایک عالم دین اور حدیث کے طالب علم کو یہ دُعا ضرور یاد کرنی چاہیے، اِس دُعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے توفیق کے بہت زیادہ دروازے کھولیں گے۔

جنگ کی راتیں بھی پڑھتا رہا ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجروثواب اور درجات کی بلندی کے ساتھ ساتھ ایسے اَذکار بھی بیان کیے ہیں، جن کی پابندی کرنے اور جن کو کثرت سے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جسمانی طور پر بھی اپنے بندے کی مکمل حفاظت فرماتے ہیں عموماً لوگوں کو تھکاوٹ، درد اور دیگر جسمانی امراض لاحق ہو جاتی ہیں، جن کے ازالے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتلائے ہوئے ایک ذِکر پر اگر پوری پابندی کے ساتھ عمل کر لیا جائے تو مسلمان جسمانی محتاجی اور معذوری سے بچ سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

(1) جامع الترمذی : 3604 ، إسناده صحيح

اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جب شادی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مالی اور گھریلو معاملات بہت زیادہ خستہ تھے، حالت یہ تھی کہ چکی میں آٹا پیس پیس کر سیدہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں پر چھالے پڑ چکے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حالت یہ تھی کہ وہ کنویں سے پانی نکال نکال کر اِس قدر زیادہ تکلیف میں مبتلا تھے کہ اُن کے سینے میں درد شروع ہو چکا تھا ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال غنیمت میں غلام اور لونڈیاں آئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی خدمت گزار غلام یا لونڈی لے آئیں جو ہمارے گھریلو کام کاج کر دیا کرے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم کی وجہ سے بات نہ کر سکیں اور واپس لوٹ آئیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے ساتھ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دونوں حاضر ہوئے اور حاضر ہو کر اپنی تکلیف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکلیف سننے کے بعد یہی اِرشاد فرمایا کہ میں تمہیں مالِ غنیمت میں سے کچھ نہیں دے سکتا، اِس وقت جو مال بھی میرے پاس ہے اُس سے بمشکل اصحابِ الصفّہ کی ضروریات پوری ہوں گی، چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں خالی لوٹ آئے۔

لیکن ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کے ہاتھوں پر چھالے دیکھے ہوں گے تو آپ پر بے چینی کی کیفیت طاری ہوئی ہو گی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑے دِنوں کے بعد ہی اپنی بیٹی کے گھر گئے اور حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی غربت کا عالم یہ تھا کہ دونوں میاں بیوی ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے اور وہ چادر بھی اِس قدر چھوٹی تھی کہ اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا اور اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کیا

تمہیں خدمت گزار، غلام اور لونڈی سے بہتر چیز نہ عطا کروں....؟ اور یہ وہ کلمات ہیں جو مجھے جبرائیل علیہ السلام نے سکھلائے ہیں ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ ''سبحان اللہ'' ''الحمد للہ'' ''اللہ اکبر'' پڑھ لیا کرو اور رات کو بستر پر سونے سے قبل (33) مرتبہ ''سبحان اللہ'' (33) مرتبہ ''الحمد للہ'' اور (34) مرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھا کرو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنیں ہیں ساری زندگی میں نے اِن کو کبھی نہیں چھوڑا، شاگرد نے پوچھا حضرت کیا آپ نے جنگ کی رات میں بھی نہیں چھوڑے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے یہ کلمات جنگ کی رات بھی نہیں چھوڑے۔ اللہ اکبر [1]

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

[1] مسند احمد: 104/1، إسناده حسن

سبحان اللہ وبحمدہ

فضائل اور فوائد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا﴾ (1)

''اور ایسی زندہ ذات پر بھروسا کریں جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اِس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب باخبر ہے۔''

تمہیدی گزارشات

اللہ تعالیٰ کا ذِکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور ذِکرِ الٰہی میں ''تسبیح'' کو نمایاں مقام حاصل ہے، تسبیح کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا اور زبان سے اِس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کی تمام صفات ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہیں، اللہ کی تسبیح کا ایک شان دار بول ''سُبحان اللہ و بحمدہ'' ہے اور اِس جملے کا سادہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اپنی تعریف کے ساتھ۔

(1) سورة الفرقان:58

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا﴾ (1)

''اور ایسی زندہ ذات پر بھروسا کریں جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اِس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب باخبر ہے۔''

تمہیدی گزارشات

اللہ تعالیٰ کا ذِکر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور ذِکر الٰہی میں ''تسبیح'' کو نمایاں مقام حاصل ہے، تسبیح کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا اور زبان سے اِس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کی تمام صفات ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہیں، اللہ کی تسبیح کا ایک شان دار بول ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' ہے اور اِس جملے کا سادہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اپنی تعریف کے ساتھ۔

(1) سورۃ الفرقان:58

اور ''سُبحان اللہ و بحمدہ'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہر خیر اور خوبی موجود ہے کوئی عیب ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اُس کی ذات پاک نہ ہو اور کوئی ایسی خوبی اور خیر نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ میں موجود نہ ہو۔

''سُبحان اللہ و بحمدہ'' کے ذریعے مسلمان اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار اور اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق اپنے پاکیزہ جذبات اور عقائد کا اِظہار کرتا ہے کہ میرا اللہ نہایت پاکیزہ، ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی سے متصف ہے۔

جب ایک مسلمان اپنی زبان سے ''سُبحان اللہ و بحمدہ'' پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مسلمان بندے کو اَن گنت فوائد عطا کرتے ہیں اور اُس کے دامن کو خیر سے بھرتے ہوئے اُس کے لیے اپنی رحمتوں کے سب دروازے کھول دیتے ہیں، سو باتوں کی ایک بات ہے کہ ''سُبحان اللہ و بحمدہ'' کو اپنی زبان کا وِرد بنالیں یہ تمام اَذکار میں سے بہت زیادہ فضیلت اور شان وشوکت والا ذِکر ہے۔

جب ادنیٰ سا طالب علم بھی قرآن شریف کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ حیران ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں مقامات پر مختلف صیغوں کے ساتھ اپنی تسبیح کا تذکرہ کیا ہے اور کئی سورتوں کا تو آغاز ہی اللہ کی تسبیح سے ہوتا ہے اور صحیح حدیث کے مطابق اُن کو ''مُسَبِّحَاتْ'' کہا جاتا ہے۔ (1) کہیں اللہ تعالیٰ اپنی تسبیح کو ''سَبَّحَ'' اور

(1) جامع الترمذی میں ایک حسن درجے کی روایت ہے جس میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت ''مُسَبِّحَاتْ'' پڑھ کر سویا کرتے تھے اور ''مُسَبِّحَاتْ'' وہ سات سورتیں ہیں جن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہوتا ہے، سورت بنی اسرائیل، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن اور سورۃ الاعلیٰ، سنن ابی داؤد: 5057

" یُسَبِّحُ " سے بیان کرتے ہیں اور کہیں قرآن میں "نُسَبِّحَ" اور "تُسَبِّحُ" سے اللہ تعالیٰ کی پاکی کا تذکرہ ہے اور کہیں "فَسَبِّحْ" اور "یُسَبِّحُوْنَ" کے ساتھ تسبیح کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث کے اسلوب سے ایک بات تو سو فیصد سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی تسبیح بہت زیادہ پسند ہے اور اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتے ہیں کہ میرے بندے میری حمد کے ساتھ میری تسبیح بیان کریں۔

اسی طرح ہمارے دین میں سب سے زیادہ اہمیت اور حیثیت نماز کی ہے، تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہم نماز شروع کرتے ہیں اور پھر رکوع اور سجدے میں بار بار اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، ہماری نماز کے رکوع اور سجدے میں بھی تسبیح رکھ دی گئی ہے اور بندہ جیسے جیسے جھکتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے وہ عظمت والے، بلند وبالا اللہ کی پاکی، پاکیزگی اور تسبیح بیان کرتا چلا جاتا ہے اور بلاشبہ سجدے اور رکوع میں تسبیح کے تکرار سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذِکر کی یہ قسم اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اُس بندے کو اُس کے اسلام اور ایمان کا کوئی فائدہ نہیں جس کا ذہن اللہ کے متعلق پاک صاف نہ ہو اور جس کے دِل ودماغ پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کی تعریف کی حقیقت موجزن نہ ہو۔

کائنات کی ہر چیز "سُبحان اللہ وبحمدہٖ" کہتی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیات میں اِس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ زمین وآسمان میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو، ہر چیز اللہ کی تسبیح کے ساتھ اُس کی تعریف کرتی ہے۔

﴿ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۝ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ ﴾ (1)

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اِن میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں بلکہ ہر چیز ہی اُس کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکیزگی بیان کرتی ہے، لیکن تم اُن کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بردبار، بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔''

اِس آیت سے واضح ہوا کہ کائنات کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی پاکی اور حمد بیان کرتی ہے بلکہ آپ صحیح البخاری کی ایک روایت سُن کر حیران ہوں گے کہ کیڑے مکوڑے بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں، صحیح بخاری وصحیح مسلم سمیت حدیث کی دیگر کتابوں میں ایک معروف روایت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَرَصَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: أَفِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ، تُسَبِّحُ (2)

''پہلے انبیاء میں سے ایک نبی (ایک درخت کے نیچے ٹھہرے) تو اُن کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا (اُنھوں نے درخت کے نیچے سے سامان اُٹھانے کا حکم دیا

---

(1) سورہ اسراء:44

(2) الصحیح لمسلم:2241، صحیح البخاری: 3319

اور وہ سامان اُٹھالیا گیا) تو اُنہوں نے چیونٹیوں کی وادی کے متعلق حکم دیا اور اُن کو جلا دیا پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی اور فرمایا کیا اِس وجہ سے کہ آپ کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا ہے آپ نے گروہوں میں سے ایک ایسے گروہ کو ہلاک کر دیا ہے جو اللہ کی پاکی بیان کرتا تھا۔"

یعنی آپ اندازہ لگالیں کہ حشرات الارض، زمین کے کیڑے مکوڑے جن کو ہم کسی کام کا نہیں سمجھتے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح، پاکی اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں، بات صرف اتنی ہے کہ ہم کو اُس کی سمجھ نہیں آتی، آوازیں تو سنائی دیتی ہیں لیکن اُن کے گیت اور اُن کی صدائیں اور اُن کی تسبیحات کے انداز کو صرف اللہ ہی جانتا اور پہچانتا ہے۔

کڑک بھی ربّ کی تسبیح کرتی ہے

رعد اُس کڑک کو کہتے ہیں جو بجلی سے چارج ہونے والے بادلوں کی آپس کی رگڑ اور ٹکراؤ سے پیدا ہوتی ہے اور عموماً یہ کیفیت بارش کے موسم میں نظر آتی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کا اِظہار ہے، رعد اور کڑک بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح بیان کر رہی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔

﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۝﴾ (1)

(1) سورہ الرعد:13

''اور کڑک تسبیح بیان کرتی ہے اُس کی تعریف کے ساتھ اور فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں اُس کے ڈر سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے اور جن تک چاہتا ہے اُن تک پہنچا دیتا ہے وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، حالانکہ وہ مضبوط قوت والا ہے۔''

غرض کہ زمین و آسمان کی اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق بھی ایسی نہیں ہے جو زبانِ حال اور زبانِ قال سے ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' کا اظہار نہ کرتی ہو، تسبیح اور حمد کا یہ بول اللہ تعالیٰ کو حد درجہ پسند ہے۔

سب فرشتے ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' کہتے ہیں

پہلے پارے سے لے کے آخری پارے تک پورا قرآن پڑھ لیں آپ کو کئی ایک مقامات پر اِس بات کا تذکرہ ملے گا کہ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں بلکہ قرآن پاک میں تو فرشتوں کا ذِکر کرتے ہوئے یہاں تک اِرشاد فرمایا:

﴿يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ○﴾ (1)

''فرشتے دِن رات اُس کی تسبیح بیان کرتے ہیں وہ تھکتے نہیں ہیں۔''

اور وہ آٹھ فرشتے جنھوں نے اللہ کا عرش تھاما ہوا ہے اُن کا ذِکر اور وظیفہ بھی ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا

(1) سورہ الانبیاء:20

وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○﴾ (1)

"عرش کو اُٹھانے والے فرشتے اور جو فرشتے اُس کے اِرد گرد ہیں وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے معافی طلب کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! آپ ہر چیز پر علم اور رحمت کے ساتھ چھا چکے ہیں اُن لوگوں کو معاف کر دیں جنھوں نے توبہ کرلی ہے اور تیری راہ پر چل نکلے ہیں اور اُن کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔"

اور اِس طرح کی کئی ایک آیات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ "سُبحان اللہ وبحمدہ" فرشتوں کا بھی محبوب وظیفہ ہے اور وہ اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے ہیں اور اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ کی تسبیح

تمام نبی اور تمام رسول اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہے ہیں اگر ہم اُن میں سے ہر ایک کا تذکرہ کریں گے تو موضوع سوچ سے بھی زیادہ طویل ہو جائے گا ہم بڑے اختصار کے ساتھ ایک عظیم القدر جلالی پیغمبر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا ذِکر خیر کرتے ہیں کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے پانچ نعمتوں کا مطالبہ صرف اور صرف اسی لیے کیا تھا تا کہ میں اُس سبحان ذات کی پاکی بیان کرتا رہوں، سیدنا موسیٰ علیہ السلام دُعا کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(1) سورۃ الغافر:7

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً
مِّنْ لِّسَانِيْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ○ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ
اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي ○ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ○ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ
اَمْرِيْ ○ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ○﴾ (1)

''اے میرے پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرے لیے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان سے گرہ کھول دے کہ وہ میری بات کو سمجھیں، میرے اہل میں سے میرا ہارون بھائی وزیر بنا دیں اُس کے ساتھ میری کمر مضبوط کر دیں اور میرے کام میں اُس کو شریک کر دے تاکہ میں تیری بہت زیادہ پاکی بیان کروں۔''

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ سب نعمتیں دُنیا کی شہرت اور دُنیا کے جاہ وجلال اور مفاد کے لیے نہیں مانگی تھیں، اُن کا مقصد اور اُن کی نیت صرف یہی تھی کہ مجھے زیادہ سے زیادہ فراغت ملے، میرا بوجھ ہلکا ہو اور میں دِل کی خوشی سے اپنے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا رہوں۔

حضرتِ زکریا علیہ السلام اور تسبیح

سیدنا زکریا علیہ السلام کو جب بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت دی گئی تو اُن کو اللہ کی قدرت پر مارے خوشی کے یقین نہیں آرہا تھا تو اُنہوں نے کہا: اے میرے اللہ! میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دیں تاکہ مجھے پورا سکون اور یقین ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ زکریا علیہ السلام کو یہی حکم فرمایا کہ صبح وشام میری تسبیح خوب بیان کرو۔

(1) سورہ طٰہٰ:25،33

﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ (1)

''کہا اے میرے پروردگار میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دیں اللہ نے کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دِن لوگوں کے ساتھ اِشارے سے ہی بات کرے اور اپنے ربّ کا بہت زیادہ ذِکر اور صبح وشام اُس کی پاکی بیان کر۔''

اللہ تعالیٰ نے صبح وشام آپ کو تسبیح کا حکم دیا ہے تو اِس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے اور جو شخص ربّ کی قدرتوں اور خاص رحمتوں پر قلبی یقین حاصل کرنا چاہتا ہو وہ بھی کثرت اور محبت سے اللہ کی تسبیح بیان کرے۔

معصوموں کے امام ﷺ اور ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کا ذِکر

خاتم الانبیا حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے بار بار اور کئی بار اِس بات کا حکم اِرشاد فرمایا ہے کہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کا ذِکر کرتے رہو، اِس ذکر کی برکت سے میں جہاں آپ کو دُنیا کی عزت اور غلبہ عطا کروں گا وہاں آپ کے لیے اپنی رحمت اور جنت کے سب دروازے کھول دوں گا۔

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کے ذِکر کا حکم دیا گیا ہے جس سے آپ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کی اہمیت، حیثیت اور شان و شوکت کا باخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(1) سورۃ آل عمران:41

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَي الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ○ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا﴾ (1)

''اور ایسی زندہ ذات پر بھروسا کریں جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اِس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب باخبر ہے۔''

اِس آیت کے الفاظ اور انداز پر بار بار غور فرمائیں آپ حیران ہوں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق اپنے حبیب کو سہارا دیتے ہوئے کتنے ہی خوبصورت انداز میں ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اِسی طرح ایک دوسرے مقام پر اِرشاد فرمایا ہے۔

﴿فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ○﴾ (2)

''جو وہ کہہ رہے ہیں اُس پر صبر کریں اور اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکیزگی، طلوعِ آفتاب اور غروب سے پہلے کریں اور رات کو بھی اُس کی خوب پاکیزگی بیان کریں اور سجدوں کے بعد۔''

جاہلوں کی باتوں پر صبر کیا جاتا ہے اُن کو جواب نہیں دیا جاتا، بلکہ اُن کے جواب میں اپنی زبان پر ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کا وِرد رکھا جاتا ہے اور یقین جانیں قرآن کا طالب علم جب اُس کی آیات پر غور کرتا ہے تو اِس پر یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ

(1) سورۃ الفرقان:58 (2) سورہ ق:39،40

غمی اور خوشی کا ذِکر بھی ''سبحان اللہ وبحمدہ'' ہی ہے، حالات کی تنگی میں یہی ذِکر کرنا چاہیے اور خوشحالی اور فراخی میں بھی اِسی ذِکر سے اپنی زبان کو تر رکھنا چاہیے۔

غمی اور خوشی کا ذِکر ''سبحان اللہ وبحمدہ''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں جب حد سے زیادہ ستایا گیا تو آپ کا مبارک اور کشادہ سینہ بھی تنگی محسوس کرنے لگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد علیہ السلام کو یہی حکم فرمایا تھا کہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتے رہو۔

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ○ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ○﴾ (1)

''اور البتہ تحقیق ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ اُن کی باتوں سے تنگی محسوس کرتا ہے، پس اپنے ربّ کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں اور سجدے کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور آخری پیغام آنے تک اپنے پروردگار کی تعریف کریں۔''

معلوم ہوتا ہے کہ جب گالی کا جواب گالی سے نہ دیا جائے، تہمت کا جواب تہمت سے نہ دیا جائے بلکہ شریکوں، مخالفوں، حاسدوں اور دشمنوں کی تکلیف دہ باتوں کا سامنا ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کے ساتھ کیا جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سب شریروں کو ناکام کرتے ہوئے اپنے بندے کے مستقبل کو روشن فرما دیتے ہیں۔

(1) سورۃ الحجر: 97، 99

آپ اپنی زندگی میں کسی بھی مسئلے میں اُلجھ جائیں اور آپ کا سینہ تنگی محسوس کرے تو آپ درباروں، مزاروں اور تعویزوں کے چکروں میں پڑنے کی بجائے اپنی زبان کو ''سبحان اللہ وبحمدہ'' سے تر کرلیں اور ذِکر کو سمجھ کر پڑھیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قسم کی کامیابی عطا فرمائے گا۔

اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ جب حالات بہتر کردیں اور آپ کو چاروں طرف خوشی ہی خوشی نظر آرہی ہو تو ایسے حالات میں بھی ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کو اپنی زبان کا وِرد بنالیں اِس ذِکر کی برکت سے آپ پر کبھی زوال نہیں آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خوشحال اور بہتر سے بہتر مستقبل کی طرف لے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ ایک وقت تھا کہ آپ اکیلے تھے اور ستانے والوں نے آپ کو خوب ستایا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھنے کا ہی حکم دیا اور پھر جب آپ کے چاروں طرف آپ کے صحابہ کی فوجیں تھیں اور آپ پورے عرب پر چھا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت بھی یہی حکم اِرشاد فرمایا کہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھو، اللہ تعالیٰ کے حکم پر غور کرو۔

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝﴾

''جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہورہے ہیں تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کریں اور اُس سے بخشش مانگیں، بلاشبہ وہ بہت زیادہ دُعا قبول کرنے والا ہے۔''

اللہ کی نصرت، اُس کی فتح اور اُس کی دی ہوئی عزت اور غلبہ جب نظر آ رہا ہو تو دُنیا دار اور کافر لوگوں کی طرح عیاشی اور آوارگی نہیں کرنی چاہیے بلکہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرنی چاہیے اور صبح وشام ہر وقت اپنی زبان پر ''سُبحان اللہ وبحمدہٖ'' کا ذِکر رکھنا چاہیے۔

''سُبحان اللہ وبحمدہٖ'' کے چند اہم فضائل اور فوائد

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے قرآن وحدیث کے واضح دلائل سے ہم نے اِس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ ''سُبحان اللہ وبحمدہٖ'' کی حیثیت اور اہمیت بہت زیادہ ہے اور اب ہم صحیح احادیث کی روشنی میں یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ ''سُبحان اللہ وبحمدہٖ'' کی افادیت بھی بہت زیادہ ہے، بالخصوص دِل کے سکون اور رِزق کے حصول کے لیے یہ ذِکر اپنا کوئی جوڑ نہیں رکھتا اور اِس کے علاوہ بھی اِس ذِکر کے بے شمار فضائل اور فوائد قرآن وحدیث میں آئے ہیں اُن میں سے ہم اختصار کے ساتھ چند ایک کا تذکرہ کر دیتے ہیں، اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو حکم دیتے ہوئے کیا خوب اِرشاد فرمایا ہے۔

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا﴾ (1)

''اور ایسی زندہ ذات پر بھروسا کریں جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اِس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب باخبر ہے۔''

(1) سورۃ الفرقان:58

1 افضل ترین اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ذِکر

''سُبحان اللہ وبحمدہ'' افضل ترین ذِکر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب ذِکر ہے، حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ أَوْ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (1)

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سی کلام زیادہ فضیلت والی ہے آپ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور بندوں کے لیے چُن لیا ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔''

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ؟ قلتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبِرْنِي بِأَحَبِّ الكلامِ إلى الله، قَالَ: إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (2)

''کیا میں تجھے ایسی کلام کی خبر نہ دوں جو اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پیاری ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ کے سب سے زیادہ محبوب کلام کے متعلق ضرور آگاہ کریں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے ہاں بہت زیادہ پیاری کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔''

(1) الصحيح لمسلم: 2731

(2) الصحيح لمسلم: 2731

اور صحیح البخاری کی آخری روایت کو آپ ہر سال بار بار شیوخ الحدیث سے سنتے رہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ (1)

''دو کلمے رحمٰن کو بہت زیادہ پیارے ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔''

آپ ''سُبحان اللّٰہ وبحمدہ'' کو اپنا معمول بنائیے اور اِسی کا وِرد زیادہ کریں البتہ ''سُبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم'' کا ذِکر کرنے سے بھی تمام فضائل اور فوائد حاصل ہوجاتے ہیں۔

2 اجر وثواب کے انبار

''سُبحان اللّٰہ وبحمدہ'' پڑھنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ بے شمار نیکیاں عطا کرتے ہیں، اِس ذِکر کے ذریعے ملنے والے اجر وثواب کا اندازہ صحیح مسلم کی ایک روایت سے لگانا بہت آسان ہے، حضرتِ جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فجر کی نماز کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور جب آپ چاشت کے وقت تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: اے جویریہ رضی اللہ عنہا!

(1) صحیح البخاری: 6406

مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْوُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ (1)

''اب تک اسی حالت میں بیٹھی ہوئی ہو، جس پر میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟'' انہوں نے عرض کی: جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے (ہاں سے جانے کے) بعد میں نے چار کلمے تین بار کہے ہیں، اگر ان کو ان کے ساتھ تولا جائے جو تم نے آج کے دن اب تک کہا ہے تو یہ ان سے وزن میں بڑھ جائیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ پاک ہے اللہ، اپنی حمد کے ساتھ اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر اور جتنی اُس کی ذات کو پسند ہے، اور جتنا اُس کے عرش کا وزن اور جتنی اُس کے کلمات کی سیاہی ہے۔

اِس حدیث کی شرح میں ہمارے شیخ الحدیث فرمایا کرتے تھے کہ اِن چار کلمات کو تین بار پڑھنے کی فضیلت اور اِن پر اجر وثواب کی کثرت اِس لیے زیادہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ کو کہتا ہے کہ اے میرے اللہ! تیری ذات اور تیری جملہ صفات ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہیں اور آپ میں ہر قسم کی خوبی موجود ہے، میں تیری حمد کرتا ہوں، اے میرے اللہ! میرے نامہ اعمال میں ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' اِتنی مرتبہ لکھ

(1) الصحیح لمسلم:2726

دیں جتنی تیری مخلوق کی تعداد ہے اور اگر تو نے وزن کر کے لکھنی ہے تو میرے نامہ اعمال میں ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' اِس قدر زیادہ لکھ دے جتنا تیرے عرش کا وزن ہے اور اگر تو نے ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' ماپ کر لکھنی ہے تو اِتنی مقدار میں لکھ دے کہ جتنی مقدار میں ساری زمین کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور سمندروں کے پانی کی سیاہی بنا لی جائے اُس کے ساتھ جتنی بار ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' لکھا جائے اُتنی تعداد میں ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' میرے نامہ اعمال میں لکھ دے اور اے میرے اللہ! گننا کیا ہے؟ تولنا کیا ہے؟ اور ماپنا کیا ہے؟ میرے نامہ اعمال میں ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' اتنی تعداد اور مقدار میں لکھ دے جس پر تو خوش ہو جائے۔ سُبحان اللہ

اب آپ اندازہ فرمائیں کہ اِنسان چند سکینڈ میں اپنے نامہ اعمال میں کتنی مرتبہ ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' لکھوالیتا ہے آپ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حمد و تسبیح والے یہ چار مبارک کلمات کس قدر تھوڑے ہیں اور اِن میں معنی ومفہوم کی کتنی زیادہ وسعت ہے کہ زمین وآسمان کا دامن بھی اِس وسعت کو سمیٹنا چاہے تو سمیٹ نہیں سکتا۔

3 اَن گنت گناہوں کی بخشش

ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دیں اور وہ گناہوں سے معافی کے لیے درجنوں نیک اعمال کرتا ہے اور اُن اعمال میں سے ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' کا ذِکر اِس قدر اہمیت والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس ذِکر کی برکت سے اَن گنت، لاتعداد، بے شمار اور بے حد و حساب گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (1)

''جس نے دِن میں سومرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا اُس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

لیکن یہاں پر ایک بات یاد رکھیں کہ اِس فضیلت کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ آپ جان بوجھ کر گناہ کریں اور ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتے رہیں ایسی سوچ اور ایسی حرکت اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنے کے برابر ہے اور یہ نا قابلِ معافی سوچ اور گناہ ہے اور اِسی طرح اگر آپ نے کسی کا حق مارا ہے تو حق والے کو اُس کا حق واپس کر دیں اور ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھیں ورنہ لوگوں کے حق مار کر آپ ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' کی ہزاروں تسبیاں کرتے رہیں آپ کے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔

4 ہر مخلوق کی نماز اور رِزق کا سبب

''سُبحان اللّٰه وبحمده'' سے اللہ تبارک وتعالیٰ برکت والا رِزق عطا کرتے ہیں اور رِزق کی تنگی کو دور فرما دیتے ہیں اِس سلسلہ میں ایک طویل حدیث ہے جس کو امیر المومنین فی الحدیث حضرتِ امام البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرتِ نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے اپنے بیٹے کو بہت اہم وصیتیں فرمائیں، اُن وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ اے میرے بیٹا!

(1) صحيح البخاری:6403، الصحيح لمسلم:2691

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَیْءٍ، وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ (1)

''اور سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے رہنا بلاشبہ وہ ہر چیز کی نماز ہے اور اُسی کی وجہ سے مخلوق کو رِزق دیا جاتا ہے۔''

اِس وظیفہ کو درجنوں لوگوں نے آزمایا ہے اللہ تعالیٰ واقعی طور پر اِس ذِکر کی برکت سے رِزق کے اسباب پیدا کرتے ہیں اور اپنے بندے کی جھولی کو رِزق حلال سے بھر دیتے ہیں، آپ بھی چلتے پھرتے، سفر کرتے اور دکان پر بیٹھے ''سُبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتے رہا کریں، چند دِنوں میں اِس مبارک ذِکر کی برکتیں آپ خود ہی محسوس فرمالیں گے۔

5 اہم نیک اعمال کی کمی کو پورا کرنے والا ذِکر

بلاشبہ قیام اللیل اور نمازِ تہجد بہت اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے اور اِسی طرح سخاوت اور جہاد بھی نیک اعمال میں اُونچا مقام رکھتے ہیں اگر کوئی شخص کسی عذر کے پیشِ نظر یہ تینوں اعمال نہ کر سکے وہ شخص ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کثرت اور محبت سے پڑھتا رہے اِس ذِکر کی برکت کے دو فائدے ہوں گے یا تو اللہ تعالیٰ بیان کردہ تینوں نیک اعمال کرنے کی سعادت نصیب فرمادیں گے یا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اِس ذِکر کی برکت سے اُس کو جو اجر وثواب اور درجہ ملنا تھا وہ عطا کر دیں گے، حضرتِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

---

(1) السلسلة الصحيحة:134

مَنْ هَالَهُ اللَّيْلُ أَنْ يُكَابِدَهُ أَوْ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ أَوْ جَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُقَاتِلَهُ فَلْيُكْثِرْ مِنْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فَإِنَّهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ يُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (1)

''جس پر قیام اللیل، سخاوت اور جہاد مشکل ہو وہ بہت زیادہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے کیونکہ یہ اللہ کو سونے کے پہاڑ سے بھی زیادہ محبوب ہے جس کو وہ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔''

اِس حدیث کا آخری ٹکڑا نہایت قابلِ توجہ ہے ہم میں سے شاید ہی کوئی ایک شخص ایسا ہو جس نے ایک کلو سونا اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہو لیکن آپ اندازہ فرمائیں ایک شخص ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتا ہے اور دوسرا شخص ایک سونے کا پہاڑ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اِن دونوں میں سے ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ زیادہ پیار کرتے ہیں، اور ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کا پڑھنا اللہ کے ہاں زیادہ پیارا اور محبوب ہے۔

6 قیامت کے دِن بہت آگے

''سبحان اللہ وبحمدہ'' کثرت سے پڑھا کریں یا کم ازکم دِن میں سو دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

(1) السلسلة الصحيحة:2726

مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِي: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، أَوْ زَادَ عَلَيْهِ (1)

''جس نے صبح وشام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا تو قیامت والے دِن کوئی شخص بھی اُس سے افضل عمل نہیں لائے گا جو وہ لے کر آیا ہے مگر جس نے یہی مبارک کلمہ اِس سے زیادہ پڑھا ہو۔''

جو شخص ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کی وجہ سے قیامت کے روز سب سے آگے نکل سکتا ہے تو وہ دُنیا میں اللہ کی رحمت اور اُس کی خاص نصرت سے پیچھے کیسے رہ سکتا ہے؟

7 جنت میں کھجوروں کے درخت

''سبحان اللہ وبحمدہ'' یا ''سبحان اللہ العظیم وبحمدہ'' پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیتے ہیں، حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ (2)

''جس نے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہا اُس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔''

جب ''سبحان اللہ العظیم وبحمدہ'' پڑھنے سے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کے پڑھنے سے دُنیا میں بھی اپنے بندے کے لیے خوشیوں کے کئی درخت لگا دیتے ہیں۔

(1) الصحيح لمسلم: 2692
(2) جامع الترمذي: 3464، صحيح ابن حبان: 826، 827، السلسلة الصحيحة: 64

پڑھنے کا بہترین وقت

''سبحان اللہ وبحمدہ'' کو آپ کسی وقت بھی پڑھ سکتے ہیں بلکہ اکثر اوقات میں اِس مبارک اور نافع ذِکر کو پڑھتے رہنا چاہیے لیکن قرآن وحدیث کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوعِ آفتاب سے قبل اور غروبِ آفتاب سے قبل ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کا پڑھنا زیادہ اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴾

''جو وہ کہتے ہیں اُس پر صبر کرو اور پاکی بیان کرو اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروب سے پہلے۔''

اِس آیت میں بڑی صراحت کے ساتھ طلوعِ آفتاب سے قبل اور غروبِ آفتاب سے قبل ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اِس وقت میں بالخصوص اِس عظیم ذِکر کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اور فرمایا

﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴾ (1)

''اور پاکی بیان کر اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ شام اور صبح۔''

اِس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر کو بالخصوص ''صبح وشام'' سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

(1) سورہ غافر:55

اور اِسی طرح اِرشاد فرمایا:

﴿وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ ①

"اور اُس کی پاکی بیان کرو صبح اور شام۔"

اِس آیت میں بھی تمام اہل اسلام کو صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا حکم ہے۔

اور مزید حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾ ②

"یہ کہ پاکی بیان کرو صبح اور شام۔"

اور اِسی طرح ایک اور جگہ آتا ہے

﴿وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ ③

"اور اُس کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔"

اور اللہ تعالیٰ نے حضرتِ زکریا علیہ السلام کو بھی یہی کہا تھا

﴿وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ ④

"اور پاکی بیان کرو شام اور صبح۔"

قرآن مجید میں جہاں حضرتِ داوٗد علیہ السلام کا ذِکر کرتے ہوئے پہاڑوں کا ذِکر کیا اور وہاں فرمایا:

① سورہ الاحزاب:42
② سورہ مریم:11
③ سورہ فتح:9
④ سورہ آل عمران:41

﴿يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ (1)

''وہ پاکی بیان کرتے ہیں شام اور صبح۔''

قرآن پاک کی اِن تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص ''سبحان اللہ وبحمدہ'' فجر کے بعد سورج نکلنے سے قبل اور سورج غروب ہونے سے پہلے زیادہ سے زیادہ پڑھتے رہنا چاہیے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں وقت اِس لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں، اِس وقت کائنات میں ایک بہت بڑی تبدیلی واقع ہورہی ہوتی ہے کیونکہ دِن کا رات میں اور رات کا دِن میں بدلنا ایک بہت حساس اور اہم ترین کام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اِس عظیم ذِکر ''سبحان اللہ وبحمدہ'' سے اپنے نامہ اعمال کو بھرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

(1) سورہ ص:18